سلسلہ تلخیصات

ذبیحہ کے شرعی احکام

(حلال و حرام جانور، ذبح کے طریقے اور آداب،
ذبح سے پہلے بے ہوشی اور مشینی ذبح سے متعلق احکام)

ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی

{جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ}

نام کتاب	:	ذبیحہ کے شرعی احکام
تلخیص	:	مولانا محمد فہیم اختر ندوی
صفحات	:	٦٨
اشاعت	:	جون ٢٠١٠ء
قیمت	:	٣٥ روپے
کمپوزنگ	:	محمد خالد

ناشر

ایفا پبلیکیشنز

١٦١-ایف، بیسمنٹ، جوگا بائی، جامعہ نگر، نئی دہلی – ١١٠٠٢٥

فون:011-26983728, 26981327

ای میل:ifapublications@gmail.com

{فہرست}

مقدمہ:	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۷
ابتدائیہ:	مولانا محمد فہیم اختر ندوی	۱۱
چند بنیادی امور:	اسلام میں حیوانی غذائیں	۱۴
	حلت وحرمت کی بنیاد	۱۴
	حیوانی اور غیر حیوانی غذائیں	۱۶
	حیوانی غذاؤں میں حلال وحرام	۱۷
	حرام حیوانات	۲۰
	حلال حیوانات	۲۲
	حلت وحرمت میں اختلاف	۲۲
	حلال حیوانی غذاؤں کے استعمال کا طریقہ	۲۳
اول:	عمل ذبح	۲۶
	الف — ذبح کا طریقہ	۲۶
	ذبح اختیاری وغیر اختیاری	۲۶
	ذبح اختیاری کے طریقے	۲۷
	ذبح اور نحر	۲۷
	کاٹی جانے والی رگیں	۲۹

ذبح غیراختیاری کے طریقے ۳۰

ب–آلہ ذبح ۳۴

دھاردار آلہ ۳۶

جن چیزوں سے ذبح کرنا منع ہے ۳۶

عمل ذبح کم تکلیف دہ ہو ۳۶

دوم: ذبح کرنے والا ۳۹

ذبح کی اہلیت ۳۹

یہودی ونصرانی کا ذبیحہ ۴۰

موجودہ دور کے اہل کتاب ۴۰

اہل کتاب کے لئے طریقہ ذبح ۴۱

عورت اور بچہ کا ذبیحہ ۴۱

سوم: بسم اللہ پڑھنا ۴۳

بسم اللہ بھول جانا ۴۳

قصداً بسم اللہ نہ پڑھنا ۴۴

بسم اللہ پڑھنے کا وقت ومقام ۴۵

ذبح میں تعاون ۴۵

چہارم: ذبح سے پہلے بے ہوش کرنا ۴۷

ذبح کے آداب ۴۷

مشین سے ذبح کا محرک ۴۸

بے ہوش کرنے کا مقصد ۴۹

	بے ہوش کرنے کا حکم	۵۰
	بے ہوشی کی حالت میں موت	۵۰
	بے ہوشی کے بارے میں مکہ اکیڈمی کا فیصلہ	۵۲
	بے ہوشی کے بارے میں جدہ اکیڈمی کا فیصلہ	۵۲
پنجم:	**مشینی ذبیحہ**	۵۴
	مشینی ذبیحہ—تعارف مسئلہ	۵۴
	مشینی ذبیحہ کا حکم	۵۶
	ذبح کی جدید صورت اور اس کا حکم	۵۸
	جواز کی رائے	۵۹
	جدہ اکیڈمی کا فیصلہ	۵۹
	گرم پانی میں ڈالنا	۶۰
	مشینی ذبیحہ کے بارے میں اسلامک فقہ اکیڈمی کا مکمل فیصلہ	۶۱
	کتابیات	۶۸

☆☆☆

مقدمہ

شریعت اسلامی کا سب سے بڑا امتیاز اس کا اعتدال اور توازن ہے، زندگی کے تمام مسائل میں یہ دین نہ افراط کو روا رکھتا ہے اور نہ تفریط کو، نہ انسان کو نفس کا غلام بننے کی اجازت دیتا ہے کہ انسان نفس کی ہر خواہش کے سامنے سر تسلیم خم کرتا جائے اور نہ انسان کے فطری تقاضوں اور اس کی طبعی ضرورتوں کا گلا گھونٹتا ہے کہ مذہب انسان کے لئے صلاح وفلاح کی کلید بننے کے بجائے بار گراں اور زنجیر پا بن کر رہ جائے۔ یہی اعتدال، فطرت انسانی سے ہم آہنگی، عقل کے تقاضوں کا پاس ولحاظ اور تمام احکام میں حکمتوں اور مصلحتوں کی رعایت اس کا اصل امتیاز ہے، خورد ونوش انسان کی زندگی کے لئے نہایت بنیادی ضرورت ہے، لیکن بعض مذاہب میں تو کسب معاش اور زائد از ضرورت کھانے پینے کو بھی قباحت کی نظر سے دیکھا گیا ہے، یا انہیں خدا کی قربت میں رکاوٹ تصور کیا گیا ہے، اس کے برخلاف بعض مذاہب اور نظامہائے حیات ہیں جن میں حرمت وممانعت کا کوئی خانہ نہیں اور ہر چیز انسان کے لئے حلال وجائز کر دی گئی ہے۔

اسلام نے فطرت انسانی کی رعایت کرتے ہوئے کسب معاش کی حوصلہ افزائی کی ہے اور مال کو قرآن مجید میں فضل (سورۂ جمعہ ۱۰:) اور خیر (سورۂ بقرہ ۲۱۵:) کے لفظ سے تعبیر کیا ہے، اور جسم انسانی کے ارتقاء وبقاء کے لئے جن غذاؤں کی ضرورت ہو سکتی ہے ان سب کو حلال قرار دیا ہے، انسان کے جسمانی قوی کی برقراری اور استحکام کے لئے نباتی غذا کی بھی ضرورت ہے اور لحمی غذا کی بھی، شریعت نے دونوں طرح کی غذاؤں کو انسان کے لئے حلال

قرار دیا ہے،لیکن چونکہ بعض غذائیں انسان پر طبی یا اخلاقی اعتبار سے منفی اثر ڈال سکتی ہیں، جیسے بعض نباتات نشہ آور ہوتی ہیں، اور بعض جانوروں میں درندگی اور بے شرمی کی کیفیت پائی جاتی ہے، اگر ایسے پودے اور گوشت کو کھایا جائے تو انسان انہی اخلاقی مفاسد کا شکار ہوسکتا ہے، اس لئے اللہ تعالی نے ایسی غذاؤں سے منع فرمایا، پس انسان کی فطری غذائی ضرورت میں کوئی کوتاہی بھی روانہیں رکھی گئی، اور جو چیزیں انسان کے لئے مضرت رساں تھیں ان کی اجازت بھی نہیں دی گئی۔

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حیوانات میں بعض ایسے اجزاء بھی پائے جاتے ہیں جو انسان کے لئے نقصان دہ ہیں، خاص کر خون جو پورے جسم میں جاری و ساری ہے، اس لئے جانوروں کے ذبح سے متعلق جو خصوصی احکام دیئے گئے، ان کی بنیاد دو باتوں پر ہے: ایک یہ کہ خون اچھی طرح نکل جائے، دوسرے اکثر قومیں جانور کے ذبح کرنے کو مذہبی تصورات واعتقادات سے جوڑتی رہی ہیں اور شرک اور اصنام پرستی کے لئے ان کا استعمال ہوتا رہا ہے، اس لئے ذبح کے اس عمل کو شرک کے بجائے توحید کی علامت بنا دیا جائے اور جانور کو ذبح کرتے ہوئے اس پر اس کے خالق و مالک کا نام لیا جائے، ذبح سے متعلق تمام احکام کی بنیاد واساس یہی ہے۔

اسی پس منظر میں قرآن وحدیث میں ذبح حیوان سے متعلق احکام نسبۃً زیادہ وضاحت سے بتائے گئے ہیں اور فقہاء نے بھی ذبائح کا مستقل عنوان قائم کر کے اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، موجودہ دور اختراعات وانکشافات کا دور ہے جس میں انسان کا کام مشین کے کل پرزے سے ہوجاتا ہے، چنانچہ زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح جانور کو ذبح کرنے اور ذبح کے بعد کے ضروری امور انجام دینے کے لئے بھی تیز رفتار مشینیں وجود میں آ گئی ہیں، بعض ملکوں میں تو گورنمنٹ کی طرف سے بنے ہوئے مذبح میں جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور مذبح میں حکومت کی طرف سے مشین کے ذریعہ ذبح کا باضابطہ انتظام ہے، اسی پس منظر میں اسلامک فقہ

اکیڈمی (انڈیا) نے ۳۰؍دسمبر ۱۹۹۴ تا ۲؍جنوری ۱۹۹۵ء میں اپنے ساتویں سمینار منعقدہ بھروچ گجرات میں غور وفکر کے لئے جن موضوعات کا انتخاب کیا تھا، ان میں سرفہرست یہ عنوان بھی تھا۔

سمینار میں اس موضوع پر ایک سو پانچ مقالات پیش کئے گئے، جو ابھی زیر طبع ہیں، بحث ومناقشہ میں بڑی تعداد میں اہل علم نے حصہ لیا، اور مجموعی طور پر تین سو اہل علم اس سمینار میں شریک تھے، فقیہ العصر حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کا طریقہ یہ تھا کہ اول تو وہ خود مسائل کا بھر پور تجزیہ فرماتے، پھر لوگوں کو کھل کر بحث کرنے کا موقع دیتے، کوشش ہوتی کہ کوئی متفق علیہ رائے بن جائے، لیکن اس پر اصرار نہیں کرتے اور اگر کسی مسئلہ پر ایک سے زائد رائیں ہوتیں تو سمینار کی تجویز میں دونوں آراء کا پورے اہتمام کے ساتھ ذکر کیا جاتا، جیسا کہ اختلاف رائے کے سلسلہ میں سلف صالحین کا عمل رہا ہے۔

الحمدللہ اکیڈمی کے سمیناروں میں پیش ہونے والے مقالات کی سترہ جلدیں طبع ہو چکی ہیں جن کی پورے برصغیر بلکہ اردو دنیا میں کافی پذیرائی ہوئی ہے۔

اکیڈمی نے کویت سے شائع ہونے والے عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا "الموسوعہ الفقہیہ" کی چالیس جلدوں کے ترجمہ کا کام مکمل کرنے کے بعد، ایک نیا پروگرام یہ بنایا ہے کہ جن فقہی موضوعات پر سمینار ہو چکے ہیں ان پر علاحدہ علاحدہ رسائل شائع کئے جائیں، اس رسالہ میں ان مقالات کا خلاصہ اور عطر کشید کرلیا جائے، مسئلہ کے تمام پہلوؤں کی وضاحت ہوجائے اور اس کے لئے حسب ضرورت اضافہ بھی کیا جائے، نیز زبان اور تعبیر ایسی سہل اور آسان ہو کہ عام لوگوں کے لئے ان مسائل سے استفادہ آسان ہوجائے۔

چنانچہ اس سلسلہ کا آغاز کرتے ہوئے ذبح کے احکام اور مشینی ذبیحہ کا موضوع عزیز گرامی قدر مولانا محمد فہیم اختر ندوی کو سپرد کیا گیا، انہوں نے ماشاءاللہ بہتر طریقہ پر اس کام کو

انجام دیا ہے، اوراس طرح کہ مسئلہ کے تمام ضروری پہلو واضح ہوگئے ہیں، فجزاہ اللہ خیر الجزاء۔

امید ہے کہ قارئین اس سلسلہ سے زیادہ سے زیادہ نفع اٹھاسکیں گے اور اس طرح اکیڈمی کے علمی افادہ واستفادہ کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوجائے گا، دعا ہے کہ اللہ تعالی اکیڈمی کی اس کوشش کو قبول فرمائے، ہم سب کو اپنی مرضیات پر قائم رکھے اور اکیڈمی کے بانی ومؤسس حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کے لئے اکیڈمی اوراس کی تمام کاوشوں کو صدقہ جاریہ بنادے، ربنا تقبل منا إنک أنت السمیع العلیم۔

خالد سیف اللہ رحمانی
(خادم اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، دہلی)

۱۹؍ربیع الاول ۱۴۲۴ھ
مطابق ۲۱؍مئی ۲۰۰۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان کی زندگی میں غذائی سامان اور کھانے پینے کی چیزیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں، ان سے نہ صرف انسان کی جسمانی نشوونما ہوتی ہے اور ہر انسان کی حیات کے لئے وہ لازمی ضرورت ہے، بلکہ انسانی طبیعت اور فطرت و اخلاق کی تشکیل میں بھی ان غذائی اشیاء کا بڑا دخل ہوتا ہے، اسی لئے ہر مذہب میں غذاؤں کی حلت و حرمت کا مسئلہ بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے۔

اسلام نے اپنے احکام کے ذریعہ جہاں انسانی زندگی کے ہر گوشہ کے لئے اعلیٰ اور پاکیزہ معیار اپنایا ہے وہیں اس نے غذائی اشیاء میں اس بات کا بھرپور لحاظ رکھا ہے کہ اس کی غذا پاکیزہ، صاف ستھری اور طیب ہو، اور پاکیزہ غذاؤں کے استعمال سے اس کی جسمانی پاکیزگی بڑھتی جائے اور روحانی پرواز بلند سے بلندتر ہوتی جائے۔

شریعت نے اسی غرض کے پیش نظر غذائی اشیاء اور بالخصوص حیوانی غذاؤں کے بارے میں خصوصی ہدایات دی ہیں، تاکہ ایک جاندار سے تیار ہونے والی غذا ہر پہلو سے جسم کی صحت، فطرت کی سلامت روی اور روح و اخلاق کی بلند پروازی کی ضامن رہے۔

چند بنیادی امور:

اسلام میں حیوانی غذائیں

حلت وحرمت کی بنیاد:

۱۔ قرآن کریم کی متعدد آیات اور رسول اکرم ﷺ کی احادیث میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ اللہ رب العزت نے انسانوں کی غذا کے لیے جن چیزوں کو حلال بنایا ہے وہ پاکیزہ اور طیب ہیں، اور جو اشیاء اپنے اندر کسی اعتبار سے خبث، گندگی اور ضرر رسانی رکھتی ہیں انھیں کھانے سے منع کر دیا گیا ہے، یعنی انسانی غذاؤں میں حلت اور حرمت کی بنیاد طیب اور خبیث ہونے پر ہے، قرآن کہتا ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ، قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ (سورۂ مائدہ ۴:)

(وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا چیزیں حلال کردی گئی ہیں، کہو تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئی ہیں)

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (سورۂ اعراف ۱۵۷:)

(اوران کے لئے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام ٹھہراتا ہے)

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَارَزَقْنَاكُمْ (سورۂ بقرہ ۱۷۲:)

(اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں ان کو کھاؤ)

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ أَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ (سورۃ اعراف ۳۲:)

(کہو کس نے حرام کیا ہے اللہ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں اور رزق کی پاکیزہ چیزوں کو؟)

اور جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إن أول ماينتن من الانسان بطنه فمن استطاع أن لا يأكل إلا طيباً فليفعل" (بخاری: کتاب الاحکام)

(انسان کا جو حصہ سب سے پہلے سڑتا ہے وہ اس کا پیٹ ہے، تو جو شخص صرف پاکیزہ غذا کھانے کا اہتمام کرسکتا ہو وہ ایسا ہی کرے)

۲۔ قرآن کی آیات اور حدیث میں وضاحت کے ساتھ بتایا گیا کہ اللہ تعالی نے عمدہ اور پاکیزہ اشیاء کو حلال فرمایا اور خبائث کو حرام قرار دیا۔

یہاں یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ قرآن وحدیث میں اس اصولی وضاحت کے ساتھ ساتھ متعدد غذائی اشیاء کے بارے میں متعین طور پر بتایا گیا ہے کہ فلاں فلاں غذائیں حلال ہیں اور فلاں فلاں اشیاء حرام ہیں جن کا بیان آگے آرہا ہے، پس جہاں خود شریعت نے کسی چیز کے حلال یا اس کے حرام ہونے کی صراحت کردی ہے وہاں اب کسی غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے، منصوص حلت یا حرمت ہی وہ واضح حکم شرعی ہے جس کے سامنے سر تسلیم واطاعت خم ہوجانا چاہئے، ان میں شریعت کی صراحت کے بعد اب انسانی عقل کو یہ حق نہیں ہے کہ حکم شرعی سے ہٹ کر ان کے طیّب یا خبیث ہونے کا فیصلہ کرے، اور اسی بنیاد پر عقل سے ان کے حلال یا حرام ہونے کا حکم لگائے۔

ہاں جن اشیاء کے بارے میں شریعت میں کوئی صراحت نہیں ہے اور ان کے حلال یا حرام ہونے کی وضاحت نہیں ملتی ہے، ان اشیاء میں شریعت کے اصول کو سامنے رکھ کر ان کے طیب یا خبیث ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا، اور اس بنیاد پر اس کی حلت یا حرمت کا حکم طے ہوگا۔

حیوانی اور غیر حیوانی غذائیں:

۳- انسان زندگی میں جن چیزوں کو سامان خورد ونوش کے طور پر استعمال کرتا ہے، وہ بنیادی طور پر دو قسم کی ہیں:

اول: وہ غذائی اشیاء جو کسی ذی روح مخلوق اور جاندار سے حاصل نہیں ہوتی ہیں، اس قسم کو غیر حیوانی غذا کہا جاسکتا ہے، اس قسم میں خالق دوجہاں نے بے شمار چیزیں پیدا فرمائی ہیں، طرح طرح کے پھل، میوے، سبزیاں، غذائی اجناس، پھر ان نباتاتی اشیاء کے استعمال کے بھی ایسے ایسے طریقے سکھائے گئے ہیں کہ خوان نعمت کی انواع واقسام کا شمار ناممکن ہو جائے۔

۴- غذا کی اس قسم کے بارے میں شریعت نے کچھ زیادہ پابندی نہیں رکھی ہے، جائز طریقہ پر انھیں کھانے کی پوری آزادی دی گئی ہے، اس قسم میں صرف شراب اور نشہ آور اشیاء کی ممانعت کی گئی ہے، قرآن میں کہا گیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنصَابُ وَالأَزْلاَمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۂ مائدہ: ۹۰)

(اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور پانسے کے تیر سب نجس اور شیطانی کام ہیں، لہذا ان سے بچو تاکہ فلاح پاؤ)

اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كل مسكر خمر وكل مسكر حرام (مسلم: کتاب الاشربہ)

(ہر نشہ والی چیز شراب ہے، اور ہر نشہ آور حرام ہے)

۵۔ غذاؤں کی دوسری قسم وہ ہے جس کا تعلق کسی جاندار سے ہے، جیسے مختلف جانور اور پرندے وغیرہ، یہ دوسری قسم جسے حیوانی غذا کہا جاسکتا ہے، پہلی قسم سے کئی اعتبار سے مختلف ہے، اول حیوانی غذاؤں کا حصول جاندار مخلوق سے ہوتا ہے، اور غذا میں استعمال کرنے کے لئے ان کی جان ختم کرنا ضروری ہوتا ہے، دوسرے جاندار مخلوق کے اندر کئی ایسی چیزیں ہوتی ہیں جنھیں استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے، جیسے ان کے اندرون کی غلاظت، آلائش اور متعدد غیر پاکیزہ اجزاء، تیسرے ان کے بیرونی حصوں پر متعدد ناقابل استعمال اجزاء ہوتے ہیں جیسے سینگ، ناخن، بال اور کھر وغیرہ۔ جبکہ غیر حیوانی غذاؤں میں یہ باتیں نہیں ہوتی ہیں۔

۶۔ ان وجوہات کے پیش نظر شریعت نے حیوانی غذا استعمال کرنے کے لئے کچھ طریقے اور احکام مخصوص کئے، دوسرے لفظوں میں کہا جائے کہ جانوروں کے گوشت کی حلت کے لئے شریعت میں چند شرائط ہیں، جن کی تکمیل اور رعایت ضروری ہے، اگر وہ شرائط نہ پائی جائیں تو ان کا گوشت استعمال کرنا اور کھانا درست نہیں ہوگا۔

حیوانی غذاؤں میں حلال وحرام:

۷۔ حیوانی غذاؤں میں سب سے پہلی بنیادی بات یہ ہے کہ شریعت نے کچھ جانوروں اور جانداروں کا کھانا حلال قرار دیا، اور کچھ دوسرے جانوروں کو حرام، قرآن کریم کی آیات اور احادیث میں تفصیل کے ساتھ حلال اور حرام جانوروں اور جانداروں کی نشاندہی کی گئی ہے، ذیل میں ایسی آیات قرآنی درج کی جاتی ہیں:

حلال جانوروں کے بارے میں کہا گیا:

أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ (سورۂ مائدہ ا:)

(تمہارے لئے مویشی کی قسم کے جانور حلال کردیئے گئے، سوائے ان

کے جس کا حکم تمہیں سنایا جارہا ہے، لیکن احرام کی حالت میں شکار کو جائز نہ کرلو)

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ (سورۂ مائدہ ۹۶:)

(تمہارے لئے حلال کردیا گیا سمندر کا شکار اور اس کی غذا)

وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوْا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ (سورۂ حج ۳۶:)

(اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کے شعائر میں سے ٹھہرایا ہے، تمہارے لئے ان میں بہتری ہے، تو انھیں قطار میں کھڑا کرکے ان پر اللہ کا نام لو، پھر جب وہ اپنے پہلوؤں پر گر پڑیں تو ان میں سے کھاؤ اور کھلاؤ قناعت کرنے والوں اور مانگنے والوں کو)

حرام حیوانات کی فہرست درج ذیل بتائی:

قُلْ لَا اَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّماً عَلٰى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ مَيْتَةً أَوْ دَماً مَّسْفُوْحاً أَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقاً أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ (سورۂ انعام ۱۴۵:)

(کہو جو کچھ مجھ پر وحی کی گئی ہے اس میں کوئی چیز میں ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر جسے وہ کھائے حرام ہو الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک ہے، یا فسق ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کا نام اس پر پکارا گیا ہو)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ

وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلاَّ مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ (سورۂ مائدہ ۳:)

(تم پر حرام کیا گیا مردار، خون، سور کا گوشت، وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو، وہ جو گلا گھٹنے سے یا چوٹ لگنے سے، یا اوپر سے گر کر، یا سینگ لگنے سے مرا ہو، یا جسے کسی درندہ نے پھاڑ کھایا ہو، سوائے اس کے کہ تم زندہ پا کر ذبح کر لو، اور وہ جانور جو کسی بت پر ذبح کیا گیا ہو)

اور حدیث شریف میں چند حرام جانوروں اور پرندوں کے بارے میں بتایا گیا:

حرم رسول الله ﷺ لحوم الحمر الاهلية (مسلم: کتاب الصید)

(رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں کو حرام قرار دیا)

نهى رسول الله ﷺ عن كل ذى ناب من السباع وعن كل ذى مخلب من الطير (مسلم: کتاب الصید)

(رسول اللہ ﷺ نے دانت سے شکار کرنے والے درندوں اور پنجہ سے شکار کرنے والے پرندوں سے منع فرمایا)

أحلت لنا ميتتان ودمان، فأما الميتتان فالحوت والجراد، وأما الدمان فالكبد والطحال (بیہقی باب فی المطاعم والمشارب)

(ہمارے لیے دو قسم کے مردار اور دو قسم کے خون حلال کئے گئے، دو مردار میں مچھلی اور ٹڈی اور دو خون میں جگر اور تلی ہیں)

۸— مندرجہ بالا قرآنی آیات اور نبوی احادیث سے حلال اور حرام حیوانات کی درج ذیل تفصیل معلوم ہوتی ہے۔

حرام حیوانات:

اول— مردار:

جو جانور یا پرندہ خود اپنی موت مرجائے وہ مردار ہے، شریعت نے اسے حرام قرار دیا۔ عام مردار کو مطلقا حرام بتایا گیا، پھر قرآن نے چند مخصوص انواع کے مردار کا نام لے کر ان کی حرمت بتائی جو درج ذیل ہیں:

۱— منخنقۃ : وہ جانور جس کو گلا گھٹ جانے کی وجہ سے موت آجائے، مثلاً کہیں اس کی گردن پھنس جائے یا اس کی گردن میں کوئی رسی یا کپڑا لپٹ جائے اور اس کا گلا گھٹ جائے۔

۲— موقوذہ : جس کو کسی لاٹھی وغیرہ سے اس طرح مارا جائے کہ مار کی وجہ سے جان چلی جائے۔

۳— متردیۃ : جو جانور کسی بلندی سے نیچے گر کر مرجائے یا جیسے کوئی جانور کنویں میں گر کر مرجائے۔

۴— نطیحۃ : جس جانور کو دوسرا جانور سینگ سے ماردے۔

۵— ما اکل السبع : جس جانور کو کوئی درندہ پھاڑ کھائے اور وہ مرجائے۔

مردار کی یہ ساری انواع حرام ہیں۔

دوم— بہتا خون:

دوسری حرام چیز دم مسفوح (بہتا خون) ہے، لہذا کسی جانور کا خون جمع کرکے اسے پینا جائز نہیں ہوگا۔

سوم— خنزیر کا گوشت:

خنزیر کو شریعت نے حرام قرار دیا، لہذا اس کو کھانا حرام ہوگا۔

چہارم — غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا یا چڑھایا ہوا:

آیت کریمہ میں حرام جانوروں کی ایک قسم "**ماأهل لغير الله**" بتائی گی ہے، یہ وہ جانور ہے جسے غیر اللہ کے لئے نامزد کردیا جائے، یا کسی دیوی دیوتا پر جسے چڑھادیا جائے یا کسی جن وغیرہ کی خوشنودی کے لئے نذر کردیا جائے، ایسا جانور حرام ہے، اگر ایسے جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے تب بھی وہ حرام رہے گا کیونکہ یہ غیر اللہ کے تقرب اور اس کی خوشنودی کے لئے اور غیر اللہ کے لئے نامزد کیا ہوا جانور ذبح کیا گیا ہے، اسی طرح جس جانور کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ بھی حرام ہوگا، حرام جانور کی ایک دوسری شکل "**ماذبح على النصب**" ہے، یعنی وہ جانور جس کو دیوی دیوتا، استھان اور بتوں وغیرہ پر چڑھا کر ذبح کیا جائے، یہ بھی حرام ہوگا، ان دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی شکل میں جانور کو غیر اللہ کے لئے نامزد کردیا گیا ہے اور اسے غیر اللہ کی خوشنودی کے لئے ذبح کیا جارہا ہے خواہ کسی بت کے سامنے نہ ذبح کیا جائے، اور دوسری شکل میں بت اور معبود باطل کے سامنے ان کے تقرب کے لئے ذبح ہے، یہ دونوں شکل اللہ کے نام پر ذبح نہیں ہیں، اس لئے دونوں حرام ہیں۔

پنجم — پالتو گدھے:

حدیث نبوی میں پالتو گدھے کو حرام بتایا گیا، لہذا ان کو کھانا جائز نہیں ہے۔

ششم — پنجہ والے شکاری درندے:

حدیث میں اصول بتاتے ہوئے کہا گیا کہ وہ تمام درندے جانور جو اپنے پنجوں سے شکار کرتے ہیں وہ حرام ہیں، ان میں شیر، چیتا، تیندوا، بھیڑیا جیسے تمام درندے آتے ہیں۔

ہفتم۔ حشرات الارض، کیڑے مکوڑے اور خبیث جاندار:

جیسے سانپ، بچھو، چیونٹیاں اور کیڑے مکوڑے وغیرہ۔

۹— حرام اشیاء کی اس فہرست سے چار چیزوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، دو جاندار مردار حالت میں بھی حلال قرار دیئے گئے، یہ ہیں مچھلی اور ٹڈی، یہ دونوں اگر مر جائیں تو بھی ان کا کھانا جائز ہے۔ حنفیہ نے مردار مچھلی کے جائز ہونے میں ایک قید لگائی ہے کہ وہ ''طافی نی نہ ہوگئی ہو، طافی: وہ مچھلی ہے جو طبعی موت مرنے کے بعد پانی کے اوپر الٹی تیر رہی ہو، ایسی مچھلی حرام ہے کیونکہ حدیث میں ہے :

و مامات فیہ و طفا فلا تأکلوہ (ابوداؤد: ۴/۱۶۵)

(جو پانی میں مر جائے اور الٹی ہو جائے اسے نہ کھاؤ)

دوسری دو مستثنیٰ چیزیں دو قسم کے خون ہیں، ایک جگر اور دوسرے تلی، ان دونوں کا کھانا جائز ہے کیونکہ یہ اگرچہ خون سے بنتے ہیں لیکن بہتے خون نہیں ہیں۔

حلال حیوانات:

جن جانوروں اور پرندوں کو حرام قرار دیا گیا، ان کو چھوڑ کر پاکیزہ حیوانات اور پرندوں کا کھانا حلال رکھا گیا ہے، ایسے حلال جانوروں میں اونٹ، گائے، بیل وبھینس، بھیڑ ودنبہ اور بکریاں شامل ہیں۔ حلال پرندوں میں مرغ، بطخ، مرغابی، چڑیا، کبوتر، سارس وغیرہ داخل ہیں۔

حلت وحرمت میں اختلاف:

۱۰— ان حرام اور حلال جانوروں کے علاوہ متعدد ایسے جانور بھی ہیں جن کے حلال وحرام ہونے میں فقہاء کرام کے درمیان اختلاف ہے، ایسے بعض جانوروں کا ذکر درج ذیل ہے:

۱— گھوڑا: ائمہ ثلاثہ (یعنی امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ) اور امام ابو یوسف

وامام محمدؒ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا جائز ہے، لیکن امام ابوحنیفہ اور بعض مالکیہ نے اسے مکروہ قرار دیا ہے (ابن عابدین ۹/ ۴۴۲)

۲– گوہ:

۳– بجو: امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بجو اور گوہ کا کھانا حرام ہے، امام احمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ دونوں حلال ہیں (ابن عابدین ۹: / ۴۴۳، المجموع ۹/ ۱۱، المغنی ۱۱/ ۸۲)

۴– سمندر کے جانور: امام ابوحنیفہ کے نزدیک سمندری جانوروں میں سوائے مچھلی کے سب حرام ہیں، کیونکہ یہ سب خبائث ہیں اور قرآن نے خبائث کو حرام قرار دیا ہے، صرف مچھلی کو حدیث نبوی کی رو سے حلال بتایا گیا ہے۔ امام شافعی کے مذہب میں صحیح قول یہ ہے کہ سمندری جانوروں میں صرف مینڈک حرام ہے، بقیہ تمام جانور خواہ مردہ ہوں حلال ہیں، کیونکہ قرآن میں سمندر کے شکار اور طعام کو حلال بتایا گیا ہے، امام شافعی کے مذہب کا دوسرا قول یہ ہے کہ خشکی کے جو جانور حرام ہیں ان کے ہم شکل سمندری جانور حرام ہوں گے اور خشکی کے حلال جانوروں کے مشابہ سمندری جانور حلال ہوں گے۔ امام مالک اور امام احمد کے مذہب میں بھی مینڈک کے سوا تمام سمندری جانور حلال ہیں، ان مذاہب میں مینڈک اس لئے حرام ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مینڈک کو مارنے سے منع فرمایا، اگر یہ حلال ہوتا تو مارنے کی ممانعت نہ ہوتی (ابن عابدین ۹/ ۴۴۴، المغنی ۱۱/ ۸۵، المجموع ۹/ ۲۸)

۵– خشکی اور پانی دونوں میں رہنے والے جانور جیسے کچھوا، مینڈک، مگرمچھ، کیکڑا:

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ سب حرام ہیں، کیونکہ یہ خبائث میں داخل ہیں، امام شافعیؒ کے نزدیک بھی خشکی اور تری دونوں جگہ رہنے والے جانور حرام ہیں، البتہ امام احمدؒ کی رائے میں مگرمچھ اور مینڈک حرام ہیں، کچھوے کو ذبح کے بعد اور کیکڑے کو بغیر ذبح کھانا جائز ہے (المغنی ۱۱: / ۸۵، المجموع ۹/ ۳۰)

حلال حیوانی غذاؤں کے استعمال کا طریقہ:

۱۱ـ غیر حیوانی غذاؤں کے برعکس حیوانی غذاؤں کے استعمال کے لئے شریعت نے کچھ طریقے مخصوص کئے ہیں، یہ طریقے ان حیوانات کے گوشت کے حلال ہونے کے لئے شرط کی حیثیت رکھتے ہیں، لہذا اگر کوئی حیوانی غذا ان شرائط پر پوری نہ اترے تو وہ حلال باقی نہیں رہے گی۔

۱۲ـ حیوانی غذا کے حلال ہونے کے لئے مقرر کی گئی شرائط تین قسم کی ہیں، پہلی قسم کی شرائط خود عمل ذبح سے تعلق رکھتی ہیں، یعنی یہ کہ ذبح کی کیا حقیقت ہے؟ ذبح میں کن مقامات کو کاٹنا ضروری ہے؟ ذبح کی تکمیل کب ہوتی ہے؟ ذبح میں کس طرح کا آلۂ ذبح استعمال کرنا ضروری ہے؟ کن جانوروں میں ذبح کا کون سا طریقہ اختیار کیا جائے؟ اور ذبح کی کتنی قسمیں ہیں؟ وغیرہ۔

دوسری قسم کی شرائط ذبح کرنے والے شخص سے متعلق ہیں، یعنی کن لوگوں کا عمل ذبح معتبر ہے اور کن لوگوں کا نہیں؟۔

تیسری قسم کی شرائط کا تعلق عمل ذبح پر تسمیہ (بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم) پڑھنے سے ہے، یعنی تسمیہ پڑھنے کی کیا حیثیت ہے؟ کس کا تسمیہ معتبر ہے؟ کب تسمیہ کہنا کافی ہوگا؟ مسلسل جاری رہنے والے عمل ذبح میں تسمیہ کہنے کی عملی صورت کیا ہوگی؟ وغیرہ۔

۱۳ـ موجودہ دور میں سائنسی ترقیات اور مشینوں کی ایجادات کے نتیجہ میں نیز انسانی غذاؤں کی بڑھتی ضرورت کی تکمیل اور کم نرخ پر سامان کی فراہمی کے مقصد سے مشینوں کے ذریعہ جانوروں کے ذبح کی متعدد شکلیں سامنے آئی ہیں، اسی طرح ذبح کے عمل میں تیز رفتاری لانے کے لئے نیز دیگر آسانیوں کے پیش نظر جانوروں کو ذبح سے پہلے بیہوش کرنے کے بھی متعدد طریقے رائج ہوئے ہیں، مشینی ذبح اور اس سے پہلے بیہوش کرنے کے عمل میں ذبح کے اسلامی اصول اور

آداب کی کہاں تک تکمیل ہوتی ہے، کیا چیزیں قابل انگیز ہیں اور کیا نہیں؟ اور نتیجۃً ایسے عمل ذبح کے ذریعہ تیار کی جانے والی یہ حیوانی غذائیں حلت وحرمت کے تعلق سے کیا حکم رکھتی ہیں؟ یہ ایک اہم سوال ہے، اس کے لئے مشینی ذبح اور بیہوش کرنے کی تفصیل کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

۱۴— لہذا ذبح کی حقیقت واقسام، ذابح کی تعیین، تسمیہ کی کیفیت وحکم، ذبح سے پہلے بیہوشی اور مشینی ذبح کا جائزہ، یہ وہ امور ہیں جن پر ذیل کی سطروں میں روشنی ڈالی جارہی ہے، موضوع کے ان پانچوں عناصر پر علاحدہ علاحدہ گفتگو کی جارہی ہے۔

اول:

عمل ذبح

۱۔ عمل ذبح میں دو چیزیں بنیادی ہیں، ایک ذبح کا مقام وطریقہ، دوسرے آلہ ذبح۔

(الف) ذبح کا طریقہ:

ذبح کے طریقہ میں حالت اختیار یعنی ذبح کے عام حالات اور حالت اضطرار یعنی شکار اور مجبوری کی صورت کے ذبح میں فرق کیا گیا ہے۔ پہلی قسم کو ذبح اختیاری کہتے ہیں اور دوسری قسم کو ذبح غیر اختیاری کہتے ہیں۔

ذبح اختیاری وغیر اختیاری:

۲۔ ذبح کی بنیادی طور پر یہ دو قسمیں ہیں، جو جانور انسان کے قابو میں ہوتے ہیں خواہ وہ پالتو ہوں جیسے گائے، بھینس، بیل، اونٹ، بھیڑ، بکری وغیرہ۔ یا جنگلی ہوں جیسے ہرن، نیل گائے

وغیرہ، لیکن انھیں پالتو ومانوس بنالیا گیا ہو، ان تمام قابو یافتہ جانوروں میں ذبح اختیاری ہوتا ہے۔اور جو جانور انسان کے قابو میں نہ ہوں، خواہ وہ جنگلی حلال شکار ہوں یا پالتو جانور بدک کر یا بھاگ کر بے قابو ہوگئے ہوں، ان میں ذبح غیر اختیاری ہوتا ہے۔

ذبح اختیاری میں جانور کے مخصوص مقام پر مخصوص رگوں کو کاٹا جاتا ہے، اور ذبح غیر اختیاری میں بدن کے کسی بھی مقام کو دھاردار آلہ سے زخمی کیا جاتا ہے۔

ذبح اختیاری کے طریقے:

۳۔ قابو یافتہ جانوروں میں ذبح اختیاری ہوتا ہے، ان جانوروں میں ذبح کا عمل حلق اور لبہ میں انجام دیا جاتا ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت بدیل بن ورقاء کو مدینہ کی گلیوں میں بھیج کر اعلان کرایا کہ مقام ذبح حلق اور لبہ ہیں،

"**بعث رسول اللہ ﷺ بدیل بن ورقاء الخزاعی علی جمل أورق یصیح فی فجاج منی :ألا إن الذکاۃ فی الحلق واللبۃ**"(دارقطنی ۴/ ۲۸۳)

سیدنا عمر بن خطابؓ نے بھی یہی اعلان کرایا

"**وقد أمر عمر منادیہ أن ینادی :إن الذکاۃ فی الحلق واللبۃ لمن قدر**"(سنن البیہقی ۹/ ۲۷۸)

(حضرت عمرؓ نے اپنے منادی سے اعلان کرایا کہ ذبح کا مقام قدرت رکھنے والے کے لئے حلق اور لبہ ہیں)

ذبح اور نحر:

۴۔ ذبح کے دو مقام ہیں حلق اور لبہ۔حلق وہ جگہ ہے جو جانور کی گردن میں دونوں ڈاڑھوں

اور لبہ کے درمیان ہوتی ہے۔ اور لبہ جانور کی دونوں ہنسلیوں کی ہڈی کے اوپر اور گردن کے نیچے والا گڈھا ہوتا ہے۔ حلق میں رگوں کو کاٹنا ''ذبح نی نی کہلاتا ہے اور لبہ میں نیزہ مار کر خون بہا دینا ''نحر نی نی کہلاتا ہے۔ ذبح کے دو طریقے دراصل دو قسم کے جانوروں کے لئے علاحدہ علاحدہ پسند کئے گئے ہیں، تاکہ ذبح کے عمل میں ان کو کم سے کم تکلیف پہنچے، سرعت و آسانی کے ساتھ ان کی روح نکلے اور اچھی طرح ان کا خون بہہ جائے۔

چھوٹی گردن والے جانوروں میں ذبح کا طریقہ پسند کیا گیا ہے، جیسے بھیڑ، بکری، دنبہ، گائے، بیل، بھینس وغیرہ۔ اور لمبی گردن والے جانور جیسے اونٹ اور شتر مرغ وغیرہ میں نحر کا طریقہ پسندیدہ ہے، چنانچہ قرآن میں گائے کے لئے ذبح کا لفظ استعمال کرتے ہوئے کہا گیا ہے :

''إِنَّ اللّٰہَ یَأمُرُ کُمْ أَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً'' (سورۂ بقرہ ۶۷:)

(اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو)

اور اونٹ کو نحر کرنے کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا ہے :

''فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ'' (سورۂ کوثر: ۲)

(تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے)

لیکن ذبح اور نحر کے درمیان فرق کا یہ حکم مستحب ہے، ضروری نہیں ہے، لہذا اگر گائے اور بیل وغیرہ میں ذبح کے بجائے نحر کر لیا جائے تو بھی جائز ہے۔

ذبح کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو قبلہ رخ لٹا کر اس کے حلق کی مخصوص رگیں کاٹی جائیں، نحر کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو قبلہ رخ کھڑا کر کے اس کا بایاں ہاتھ باندھ دیا جائے، بقیہ تین پاؤں پر وہ کھڑا رہے، پھر اس کے لبہ میں نیزہ یا کوئی دھاردار آلہ گھونپا جائے، حدیث شریف میں ہے :

"إن النبي ﷺ وأصحابه كانوا ينحرون البدنة معقولة اليسرى قائمة على ما بقي من قوائمه" (ابوداؤد: کتاب المناسک)

(نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب بدنہ کا نحر اس طرح کرتے تھے کہ اس کا بایاں پاؤں بندھا ہوتا، اور بقیہ پیروں پر وہ کھڑا ہوتا)۔

کاٹی جانے والی رگیں:

۵- مقام ذبح میں جانور کی چار رگوں کو کاٹنا چاہئے، سانس کی نلی (نرخرہ) غذا کی نلی (مری) اور دو شہ رگ (ودجین)، ان سب کو یا ان میں سے اکثر کو کاٹ دیا جائے، اگر جانور کی رگیں نہ کاٹی جائیں تو وہ حلال نہیں ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "شريطة الشيطان" سے منع فرمایا ہے، جس کی تشریح یہ ہے کہ جانور کی صرف کھال کٹے اور رگیں نہ کٹیں:

"نهى رسول الله ﷺ عن شريطة الشيطان، زاد ابن عيسىٰ في حديثه وهي التي تذبح فيقطع الجلد ولا تفرى الاوداج ثم يترك حتى يموت" (ابوداؤد: باب المبالغة في الذبح)۔

(رسول اللہ ﷺ نے شریطۃ الشیطان سے منع فرمایا ہے، ابن عیسی نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ شریطۃ الشیطان وہ جانور ہے جس کو ذبح کیا جائے تو صرف کھال کاٹی جائے اور رگیں نہ کاٹی جائیں پھر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ مرجائے)

۶- تمام فقہاء کے نزدیک ذبح کی بہترین اور مکمل صورت یہ ہے کہ مذکورہ چاروں رگوں

کو کاٹ دیا جائے لیکن جانور کے حلال ہونے کے لئے کم از کم کتنی رگوں کا کٹنا ضروری ہے، اس میں اختلاف ہے۔ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک حلقوم (سانس کی نلی) اور مری (غذا کی نلی) کا مکمل کٹ جانا کافی ہے، کیونکہ ان دونوں کے کٹنے سے روح نکل جاتی ہے۔ مالکیہ نے حلقوم اور دونوں شہ رگ (ودجین) کا کٹنا ضروری قرار دیا ہے۔ گویا اتنی بات متفقہ ہے کہ ذبح میں وسعت رکھی گئی ہے اور تمام رگوں کا کاٹنا ضروری نہیں ہے، اسی لئے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ چاروں رگوں میں سے کسی بھی تین رگوں کا کٹ جانا کافی ہے، کیونکہ اکثر کا حکم کل کا ہوتا ہے، امام ابو یوسفؒ نے اصولاً تین رگوں سے اتفاق کرتے ہوئے ان تین کی تعیین کردی ہے، یعنی حلقوم (سانس کی نلی)، مری (غذا کی نلی) اور کوئی ایک شہ رگ کاٹی جائیں۔ لیکن امام محمدؒ نے چاروں میں سے ہر ایک کا کم از کم اکثر حصہ کٹنا ضروری قرار دیا ہے (موسوعہ فقہیہ: ۱۷۸/۲۱)

۶ــ نحر میں بھی وہی رگیں کاٹی جائیں گی جو ذبح میں کاٹی جاتی ہیں، علامہ ابن عابدین شامی نے نحر اور ذبح میں رگوں کی بابت لکھا ہے :

> **"النحر قطع العروق فی أسفل العنق عند الصدر, و الذبح قطعها فی اعلاہ تحت اللحیین"** (ردالمحتار ۹: ۴۳۹)
>
> (سینہ کے پاس گردن کے نچلے حصہ میں رگوں کا کاٹنا نحر ہے، اور دونوں ڈاڑھوں کے نیچے گردن کے اوپری حصہ میں رگوں کا کاٹنا ذبح ہے)
>
> یعنی رگیں یکساں ہیں، صرف کاٹنے کی جگہ مختلف ہے۔

اسی طرح رگوں کی تعیین میں فقہاء کا جو اختلاف ذبح میں ہے وہی نحر میں بھی ہے، البتہ صرف مالکیہ جو ذبح میں حلقوم اور دونوں شہ رگ کا کاٹنا ضروری کہتے ہیں، نحر میں ان کے نزدیک صرف لبہ میں اس طرح نیزہ مارنا کہ جانور مر جائے، کافی ہوگا، خواہ مذکورہ رگیں نہ کٹیں، کیونکہ ان

کی رائے میں لبہ کے پیچھے ایک رگ دل سے مل رہی ہوتی ہے جس پر نیزہ لگنے سے جلدی روح نکل جاتی ہے (موسوعہ فقہیہ ۲۱: ۹۹/)۔

ذبح غیر اختیاری کے طریقے:

۷- ذبح غیر اختیاری اس صورت میں ہے جب جانور کے مذکورہ مقام کا کاٹنا انسان کے بس میں نہ ہو، ایسی صورت میں جانور کے بدن کے کسی حصہ کو زخمی کر کے دم مسفوح (بہتا خون) نکال دینا کافی ہوگا، درمختار میں ذبح غیر اختیاری کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"ذکاۃ الضرورۃ جرح أو طعن وإنھار دم فی أیِّ موضع وقع من البدن" (الدرالمختار ۹: ۴۲۴/)

(یعنی بدن کے کسی حصہ کو زخمی کرنا اور خون بہا دینا ذبح ضرورت ہے)

موسوعہ فقہیہ میں یہی بات ان الفاظ میں کہی گئی ہے:

"ھی الجرح فی أی موضع کان من البدن عند العجز عن الحیوان" (۲۱/۲۰۰)

(جانور پر قابو نہ ہونے کے وقت بدن کے کسی بھی حصہ کو زخمی کر دینا ذبح غیر اختیاری ہے)۔

ذبح غیر اختیاری کے لیے "صید نی نی (شکار) اور "عقر نی نی (زخمی کرنا) کے الفاظ بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ لہذا تربیت یافتہ شکاری جانور سے یا تیر وغیرہ سے اللہ کا نام لے کر کسی جانور کا شکار کیا جائے اور وہ جانور زخمی ہو جائے اور اس کا خون بہہ جائے تو اس کو کھانا جائز ہے۔ زخمی ہونا یعنی بدن کے کسی بھی حصہ کا کٹنا اور اس سے خون کا بہنا ضروری ہے، خواہ شکار کا عمل کسی جانور سے کیا گیا ہو یا تیر سے یا لکڑی اور پتھر سے۔ لیکن اگر جانور کا جسم نہ کٹے بلکہ چوٹ کے صدمہ سے وہ مر جائے تو اس کو کھانا حلال نہیں ہوگا، حدیث شریف میں ہے کہ اگر تیر

کی چوڑائی سے چوٹ کھا کر جانور مرجائے تو وہ ’’وقیذ‘‘ نی ہے اور اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

”سألت رسول الله ﷺ عن المعراض فقال: إذا أصاب بحده فكل وإذا أصاب بعرضه فقتل فإنه وقيذ فلا تأكل“ (مسلم: کتاب الصید)

(میں نے رسول اللہ ﷺ سے تیر کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب اس کی دھار سے لگے تو کھاؤ اور جب اس کی چوڑائی سے لگے اور مرجائے تو وہ ’’وقیذ‘‘ نی ہے، اسے مت کھاؤ)۔

۸۔ ذبح غیر اختیاری جس طرح شکار کے جانوروں میں ہوگا، اسی طرح ان پالتو جانوروں میں بھی کیا جاسکے گا جو کسی وجہ سے ایسی حالت میں پہنچ گئے ہوں کہ ان میں ذبح اختیاری کا طریقہ نہ اپنایا جاسکے، مثلاً کوئی پالتو جانور بدک کر بھاگ کھڑا ہو اور پکڑ میں نہ آئے، اسی طرح کوئی پالتو جانور کسی آدمی پر حملہ آور ہوجائے اور اس سے بچاؤ کی صورت نہ رہے، ایسے ہی کوئی جانور کسی کنویں یا گڈھے میں گر جائے اور اسے نکالنا یا اندر اتر کر ذبح کرنا دشوار ہو تو ان تمام حالات میں ذبح غیر اختیاری سے بھی وہ جانور حلال ہوجائے گا۔ حدیث شریف میں ایسا ہی ایک واقعہ مذکور ہے، ایک سفر میں ایک اونٹ بدک گیا، کوئی گھوڑا ساتھ نہیں تھا، ایک صحابی نے اسے تیر مار کر زخمی کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسی صورت حال پیش آجائے تو اسی طرح کرلیا کرو۔

”وأصبنا نهب إبل وغنم فند منها بعير فرماه رجل بسهم فحبسه فقال رسول الله ﷺ: إن لهذه البهائم أوابد كأوابد الوحش فاذا غلبكم منها شئى فافعلوا به هكذا“ (مسلم: کتاب الأضاحی)۔

(ہمیں غنیمت میں اونٹ اور بکریاں ہاتھ آئیں، ان میں سے ایک اونٹ بدک گیا تو ایک شخص نے اس کو تیر مار کر روک لیا، تو رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: ان پالتو جانوروں میں بھی کچھ بدکے ہوتے ہیں جس طرح وحشی جانوروں میں ہوتے ہیں تو اگر اس طرح کا کوئی جانور تم پر غالب آجائے تو اس کے ساتھ ایسا ہی عمل کرو)۔

۹۔ ذبح غیر اختیاری کی تعریف سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ اس کی اجازت صرف ان حالات میں ہے جہاں ذبح اختیاری ممکن العمل نہ رہے، یعنی ذبح کی اصل اور مطلوب شکل صرف اختیاری ہے، اسی لئے ذبح کا مقام صرف حلق اور لبہ کو بتایا گیا، لیکن شریعت میں چونکہ تنگی اور سختی نہیں ہے، اس لئے جن جن مواقع میں اختیاری اور مطلوبہ طریقہ پر ذبح کرنے کی قدرت باقی نہ رہ جائے وہاں غیر اختیاری طریقہ کو اپناتے ہوئے کسی بھی حصہ جسم کو زخمی کردینا تاکہ خون بہہ جائے اور گوشت پاکیزہ وطیب ہوجائے، کافی ہوگا۔

اسی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ذبح غیر اختیاری کو اپناتے ہوئے شکار کرنے یا جانور کو زخمی کرنے کے بعد اگر زندہ حالت میں وہ جانور قابو میں آجائے تو ایسے زخمی زندہ جانور کو باضابطہ اختیاری طریقہ پر ذبح کرتے ہوئے مطلوبہ رگوں کا کاٹنا ضروری ہوگا، کیونکہ اب یہ جانور قابو یافتہ ہے اور اس کو ذبح کرنا ممکن ہے، حدیث شریف میں ہے کہ اگر تم نے اپنے شکاری کتے کو اللہ کا نام لے کر چھوڑا اور اس نے جانور کو پکڑ لیا اور وہ جانور تمہیں زندہ حالت میں مل گیا تو تم اسے ذبح کرو:

"إذا أرسلت كلبك فاذكر اسم الله فإن أمسك عليك فادركته حياً فاذبحه" (مسلم: کتاب الصید)۔

(جب تم اپنے کتے کو چھوڑو تو اللہ کا نام لو، اگر وہ تمہارے لئے جانور کو پکڑ رکھے اور تمہیں وہ زندہ حالت میں مل جائے تو اسے ذبح کرلو)

۱۰۔ ذبح غیر اختیاری میں شکار کرتے ہوئے اس بات کا تیقن بھی ضروری ہوگا کہ جس آلہ شکار

سے جانور پر حملہ کیا گیا ہے اسی آلہ کے کاٹنے سے جانور کی موت ہوئی ہے، لہذا اگر تیر مارنے کے بعد جانور پانی میں گر جائے اور مردہ حالت میں ملے تو اس کو کھانا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ نہیں معلوم کہ اس کی موت پانی میں گرنے سے ہوئی ہے یا تیر کے زخم سے، حدیث شریف میں ہے :

"إذا رميت سهمک فاذکر اسم الله فإن وجدته قد قتل فکل إلا أن تجده قد وقع في ماء فانک لاتدري الماء قتله أو سهمک"
(مسلم: کتاب الصید)۔

(تم جب اپنا تیر مارو تو اللہ کا نام لو، اگر تم دیکھو کہ وہ قتل ہو گیا ہے تو کھاؤ، سوائے اس کہ وہ تمہیں پانی میں گرا ہوا ملے کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ وہ پانی میں گرنے سے مرا ہے یا تمہارے تیر سے مرا ہے)

اسی طرح شکار جانور کے پاس اپنے شکاری کتے کے ساتھ دوسرا کتا بھی ملے تو بھی ایسے جانور کو کھانا حلال نہیں رہے گا کیونکہ یہ بات معلوم نہیں کہ اس کا شکار کس کتے سے ہوا ہے؟ اور اس نے صرف اپنے ہی کتے کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا تھا دوسرے کتے پر نہیں، حدیث شریف میں ہے :

"أرسل کلبي فأجد مع کلبي کلباً قد أخذ لا أدري أيهما أخذ, قال: فلا تأکل فإنما سميت علی کلبک ولم تسم علی غيره" (مسلم: کتاب الصید)۔

(راوی کہتے ہیں: میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں، پھر میں اپنے کتے کے ساتھ دیکھتا ہوں کہ دوسرے کتے نے بھی شکار کو پکڑ رکھا ہے، مجھے نہیں معلوم ہوتا کہ کس کتے نے شکار کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تب مت کھاؤ، تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھا ہے، دوسرے کتے پر نہیں پڑھا ہے)

(ب) آلۂ ذبح:

۱۱ـ جانور کو شرعی طریقہ پر حلال کرنے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ آلۂ ذبح تیز، دھاردار اورخون بہادینے والا ہو، اس سلسلہ میں حدیث شریف کے اندر اصولی ہدایت دی گئی ہے کہ آلۂ ذبح کس نوعیت کا ہونا چاہئے؟ اور چند اشیاء کے بارے میں صراحت کردی گئی کہ ان کو بطور آلہ ذبح استعمال کرنا درست نہیں ہوگا، مسلم شریف میں حضرت رافع رضؓ بن خدیج سے روایت ہے کہ:

"قلت یارسول اللہ ﷺ :إنا لاقو العدو غداً و لیست معنا مدي قال ﷺ :أعجل أو أرني، ماأنهر الدم و ذکر اسم اللہ فکل، لیس السن و الظفر، و ساحد ثک، اما السن فعظم و أما الظفر فمدي الحبشة" (مسلم: کتاب الاضاحی)

(راوی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کل دشمنوں سے ہمارا مقابلہ ہے اور ہمارے پاس چھری نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جلدی کرنا، جوخون بہادے اوراس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اس کو کھالو، سوائے دانت اور ناخن کے، میں تم کو بتاؤں گا، دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضؓ سے فرمایا:

"یاعائشة هلمی المدیة، ثم قال :اشحذیها بحجر" (مسلم: کتاب الاضاحی)

(اے عائشہ! چھری لاؤ، پھر فرمایا: اسے پتھر پر تیز کرلو)۔

ایک روایت میں اچھے طریقہ پر ذبح کرنے اور چھری کو تیز کرنے کا حکم دیا گیا ہے،

فرمایا:

"إن اللہ كتب الإحسان على كل شیء، فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبح وليحد أحدكم شفرته فليرح ذبيحته" (مسلم: کتاب الصید)

(اللہ نے ہر چیز میں اچھا طریقہ اپنانے کا حکم دیا ہے تو جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو، تمہیں چاہئے کہ اپنی چھری تیز کرلو اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ)

۱۲— ان روایات واحادیث سے تین باتیں واضح ہوئیں:

اول: دھاردار آلہ:

آلۂ ذبح اصلاً تو چھری ہے جس کے لئے حدیث میں "المدیة" کا لفظ استعمال ہوا ہے، لیکن صرف لوہے کی چھری ہی کو لازمی نہیں قرار دیا گیا، بلکہ ایک اصول بتادیا گیا کہ ہر ایسی چیز جو اپنی دھار سے خون بہادے، اس سے ذبح کیا جاسکتا ہے، پس کوئی بھی ایسا دھار والا آلہ جو کاٹ سکتا ہو خواہ وہ لوہے سے بنا ہو یا شیشے، سونے، تانبے، پتھر اور دھاردار لکڑی سے بنایا گیا ہو، اس دھاردار آلہ سے ذبح کرنا درست ہوگا۔

دوم: جن چیزوں سے ذبح کرنا منع ہے:

حدیث میں دو چیزوں کو بطور آلہ ذبح استعمال کرنے سے منع کردیا گیا، ایک "ناخن" دوسرے "دانت"۔ اس ممانعت کا سبب بھی آپ ﷺ نے خود ہی واضح فرماتے ہوئے کہا کہ جہاں تک دانت کا تعلق ہے تو وہ ہڈی ہے، اور ناخن کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ حبشیوں کی چھری ہے۔ اس تشریح نبوی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ممنوع چیزوں کی فہرست میں دانت اور ناخن کے ساتھ "ہڈی" بھی شامل ہے، کیونکہ دانت کو ہڈی ہونے ہی کی وجہ

سے منع کیا گیا۔

ان تینوں چیزوں سے ذبح کو منع کرنے کی سب سے مناسب وجہ یہ ہے کہ یہ چیزیں اچھی طرح سے نہیں کاٹتیں۔

سوم: عمل ذبح کم تکلیف دہ ہو:

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جانور کو اچھی طرح اور آرام دہ طور پر ذبح کرنے کا حکم ہے، لہذا جس جائز آلہ ذبح سے جانور کو ذبح کیا جائے، ضروری ہے کہ اس کی دھار تیز ہوتا کہ ذبح کا عمل جلد انجام پا جائے، خون مکمل نکل جائے اور جانور کو تکلیف کم سے کم پہنچے۔

۱۳— ناخن، دانت اور ہڈی جن سے ذبح کرنے سے روکا گیا ہے وہ عام ہیں، لہذا ناخن خواہ آدمی کا ہو یا دوسرے کسی جانور کا، اور خواہ وہ پاک ہو یا ناپاک، اور اسی طرح جمہور فقہاء کے نزدیک خواہ وہ علاحدہ ہو یا اپنے مقام سے جڑا ہوا، ہر حال میں ان سے ذبح کرنا منع ہے۔ اسی طرح دانت اور دیگر ہڈیاں خواہ انسان کی ہوں یا جانور کی، پاک ہوں یا ناپاک، اور علاحدہ ہوں یا جسم سے وابستہ، وہ منع ہیں۔ حنفیہ نے اس ممانعت سے ایک صورت کو مستثنیٰ کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ناخن اور دانت اگر جسم سے پیوستہ ہوں تو ان سے ذبح کیا ہوا جانور تو حرام ہوگا، لیکن اگر وہ جسم سے علاحدہ ہوں تو ان سے ذبح کیا ہوا جانور کراہت کے ساتھ جائز ہوگا، جائز اس لئے ہوگا کہ دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز بھی خون بہا دے اس سے ذبح جائز ہے، اور جس حدیث میں ان چیزوں کی ممانعت ہے وہ اس صورت پر محمول ہے جب وہ جسم سے پیوستہ ہوں، کیونکہ ایسی صورت میں جانور کا ذبح دباؤ کی قوت سے انجام پائیگا، دھار سے نہیں، اور اس طرح وہ ''منخنقۃ'' کا مصداق ہو جائے گا، لیکن جواز کے ساتھ کراہت اس لئے ہے کہ یہ طریقہ جانور کو اچھے اور آرام دہ طور پر ذبح کرنے کے خلاف ہے جس کا حدیث میں حکم ہے (فتح القدیر ۹/۵۰۶)

امام مالک نے بھی بعض شکلوں کو مستثنیٰ کیا ہے، البتہ اس سلسلہ میں ان سے متعدد روایات مروی ہیں، سب سے مشہور روایت یہ ہے کہ ہڈی سے ذبح کرنا جائز ہے، لیکن دانت سے ذبح کرنا جائز نہیں ہے (نووی شرح مسلم: کتاب الاضاحی)

۱۴۔ آلہ ذبح کے سلسلہ میں جو اصولی ہدایت احادیث بالا میں دی گئی ہے، اس سے اتنی بات واضح ہوجاتی ہے کہ دھاردار آلہ سے کاٹنے کے بجائے دباؤ، اور چوٹ وغیرہ سے مارا گیا جانور حلال نہیں ہوگا، جانور کو مارنے کی ایسی بعض صورتوں کا تذکرہ خود قرآن مجید نے حرام جانوروں کے ضمن میں کردیا ہے، لیکن چونکہ ذبح کی نئی نئی شکلیں وجود میں آسکتی تھیں اس لئے یہ اصولی حکم دیا گیا کہ : **"ما أنهر الدم"** (جو چیز خون بہادے، مسلم: کتاب الاضاحی) وہ درست ہے۔

پس معیار یہی ٹھہرا کہ ذبح کی جو بھی نئی سے نئی شکل سامنے آئے، اگر ایسے آلہ سے ذبح کیا جائے جو دھار سے کاٹ کر خون بہادے تو وہ جائز ہوگا اور جس کی دھار نہ کاٹے بلکہ دباؤ اور چوٹ وغیرہ سے جانور کی موت ہو تو وہ حلال نہیں ہوگا۔

دوم:

ذبح کرنے والا

ذبح کی اہلیت:

۱۔ حیوانی غذاؤں کے حلال ہونے کے لئے دوسری شرط ذبح کرنے والے شخص سے متعلق ہے، ذبح کے صحیح ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ذابح کے اندر ذبح کی اہلیت پائی جاتی ہو، اہلیت کے اندر بنیادی طور پر دو باتیں ہیں۔

اول : ذبح کرنے والامعروف تین آسمانی مذاہب: اسلام، یہودیت اورنصرانیت میں سے کسی ایک کوماننے والا ہو، بالفاظ دیگروہ اصولی طور پرتوحید کا قائل (موحد) ہو،خواہ مسلمان ہو یا کتابی، یعنی یہودی یا نصرانی جنہیں قرآن نے ''اہل کتاب نی نی کا نام دیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

''وَطَعَامُ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ (سورۃ مائدہ:۵)

(اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہےاور تمہارا کھاناان کے لئے حلال ہے)

دوم : وہ اتنا باشعور ہو کہ بسم اللہ پڑھنےاور ذبح کرنے کے عمل کوسمجھ سکتا ہو، دوسرے لفظوں میں وہ یاتو بالغ وعاقل ہو یانابالغ ہوتو صاحب تمیز وشعور ہو چکا ہو(ہدایہ ۴: ۴۱۸)

یہودی ونصرانی کا ذبیحہ:

۲— مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے، کتابی کا ذبیحہ قرآن نے حلال قرار دیا ہے، لہذا یہودی ونصرانی کا ذبیحہ حلال ہوگا، لیکن موجودہ دور میں یہودیت اورعیسائیت کے ماننے والوں میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جوعلی الاعلان خدا کا انکار کرتے ہیں اور ملحد ہیں، اورعمل واعتقاد دونوں میں وہ خوداپنے مذہب سے بیزار ہیں، سوال یہ ہے کہ کیاایسے یہوداورنصاریٰ کا ذبیحہ حلال ہوگا؟ یہیں پر دوسرا سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ یہود ونصاریٰ کا ذبیحہ کیا ہر حال میں حلال ہے، خواہ وہ ایسے جانور کوذبح کرلیں جو اسلام میں حرام ہے، اورخواہ وہ کسی حلال جانور کو ہی ایسے طریقہ پرذبح کریں جو اسلامی طریقۂ ذبح کے خلاف ہو، مثلاً حلق کی رگیں کاٹنے کے بجائے گولی مار کر ہلاک کردیں یا بجلی کی لہروں کے ذریعہ ذبح کی جگہ کوجلادیں یا جسم کے کسی اورحصہ کوزخمی کرکے خون نکال دیں یا کوئی اوردوسری صورت اپنائیں؟ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

موجودہ دور کے اہل کتاب:

۳۔ قرآن نے اہل کتاب کا ذبیحہ حلال قرار دیا ہے، اہل کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس کوئی ایسی آسمانی کتاب ہو جس کی تصدیق قرآن نے کی ہو۔ جمہور فقہاء کے نزدیک یہود اور نصاریٰ اہل کتاب ہیں، لہذا موجودہ دور کے جو لوگ اپنے کو یہودی یا عیسائی کہتے ہیں، انھیں اہل کتاب تصور کیا جائے گا اور ان کا ذبیحہ حلال ہوگا۔ لیکن جن لوگوں کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ وہ خدا کا انکار کرتے ہیں اور الحاد پرست ہیں، ایسے لوگ اہل کتاب میں شامل نہیں مانے جائیں گے اور ان کا ذبیحہ حرام ہوگا۔

حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے عرب کے نصرانیوں کا ذبیحہ حرام ٹھہراتے ہوئے یہی بات فرمائی تھی، حضرت عمرؓ نے کہا: یہ لوگ اہل کتاب نہیں ہیں اور ان کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے (سنن البیہقی ۹/۲۱۶)۔

اور حضرت علیؓ نے نصاریٰ بنی تغلب کے بارے میں فرمایا کہ: ''انھوں نے اپنے مذہب سے سوائے شراب نوشی کے اور کچھ اختیار نہیں کیا تھا'' (سنن البیہقی ۹/۲۱۸)۔

اہل کتاب کے لئے طریقہ ذبح:

۴۔ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ حلال جانور کو ذبح کیا گیا ہو اور اسلامی طریقہ پر ذبح کیا گیا ہو، یعنی اسلام میں جو جانور حلال ہیں، وہی ذبح کئے جائیں، ان کے علاوہ کوئی حرام جانور مثلاً خنزیر، کتا، ہاتھی وغیرہ ذبح نہ کیا گیا ہو۔ اور ذبح کے عمل میں وہی طریقہ اپنایا جائے جو اسلامی ہے، غیر اسلامی طریقہ پر اگر حلال جانور ذبح کر دیا جائے تو وہ حلال نہیں رہے گا۔ اسلامی طریقہ سے مراد ذبح کا وہ طریقہ ہے جو پچھلے صفحات میں عمل ذبح کے تحت بیان کیا گیا ہے، یعنی زندہ جانور کے حلق کی رگیں کسی دھار دار آلہ سے کاٹ کر خون بہا دیا جائے،

اس طریقہ کے علاوہ ذبح کیا گیا جانور، اسی طرح بجلی کی لہروں سے جلا کر یا گولی وغیرہ سے مار کر ختم کر دیا گیا جانور حلال نہیں ہوگا، حلق کی رگوں کا دھار دار آلہ سے کٹنا اور خون بہہ جانا کتابی کے ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح مسلمان کے ذبیحہ میں یہ شرط ہے۔

عالم اسلام کی معروف عالمی فقہ اکیڈمی جدہ نے اپنے سیمینار میں اس موضوع پر فیصلہ کرتے ہوئے کہا: اہل کتاب کے ذبیحے شرعاً جائز ہیں جب وہ شرعاً مقبول طریقہ پر ذبح کئے گئے ہوں، خواہ ان پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو (قرارات مجمع الفقہ الاسلامی رص ۷۴)۔

عورت اور بچہ کا ذبیحہ:

۵۔ عاقل و باشعور مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان اتنا چھوٹا بچہ ہے جو شعور نہیں رکھتا تو اس کا ذبح معتبر نہیں ہے، اسی طرح کسی مجنون اور پاگل کا ذبح بھی معتبر نہیں ہے، باشعور مسلمان میں جس طرح مرد کا ذبیحہ معتبر ہے اسی طرح عورت اگر درست طریقہ پر عمل ذبح انجام دیتی ہے تو وہ بھی درست ہوگا۔

اسی شرط سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ کوئی ایسا شخص جو مسلمان باقی نہ رہا ہو اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا، لہذا موجودہ دور میں قادیانی خواہ احمدی ہو یا لاہوری، اسی طرح کسی مرتد کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں رہے گا۔

سوم:

بسم اللہ پڑھنا

۱۔ ذبیحہ کے حلال ہونے کی تیسری اہم ترین شرط یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرتے وقت، اللہ کا نام لیا جائے، غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا جانور قطعاً حرام ہوگا، قرآن کریم میں واضح طور

پر کہا گیا:

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (سورۃ انعام ۱۱۸:)

(جس ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اسے کھاؤ)

وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهٗ لَفِسْقٌ (سورۃ انعام: ۱۲۱)

(اور جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے نہ کھاؤ کہ یہ نافرمانی ہے)

اس بات میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور حرام ہوگا، لیکن اگر کوئی شخص ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا چھوڑ دے تو ایسے ذبیحہ کا کیا حکم ہوگا؟ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

بسم اللہ بھول جانا:

۲۔ بھول سے بسم اللہ چھوٹ جائے تو وہ ذبیحہ حلال ہے، اللہ تعالی نے بھول پر پکڑ نہیں فرمائی ہے، حدیث شریف میں ارشاد ہے:

إن الله وضع عن أمتي الخطا والنسيان وما استكرهوا عليه (ابن ماجہ: ابواب الطلاق)

(اللہ نے میری امت سے غلطی، بھول اور جس پر انھیں مجبور کیا جائے اسے معاف کر دیا ہے)

سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کوئی شخص جان بوجھ کر بسم اللہ نہ پڑھے اور جانور کو ذبح کر دے، تو اس صورت میں کیا حکم ہوگا؟

قصداً بسم اللہ نہ پڑھا:

۳۔ جان بوجھ کر "بسم اللہ" نہ پڑھنے کی وجہ اگر بسم اللہ کا استخفاف اور ناقدری ہے، تو چونکہ یہ عمل حقارت آمیز ہے، اس لیے ایسا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔ لیکن اگر استخفاف مقصود نہ ہو،

بلکہ بغیر کسی تحقیر کے قصداً بسم اللہ ترک کردیا گیا ہو تو بھی جمہور فقہاء کے نزدیک یہ ذبیحہ حلال نہیں ہوگا، کیونکہ حکم قرآنی کی رو سے بسم اللہ کہنا ضروری اور واجب ہے اور متعدد احادیث میں بسم اللہ پڑھنے کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے، اور قرآن میں ایسے ذبیحہ کو کھانے سے منع کردیا گیا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔

حضرت امام شافعیؒ کے مسلک میں اس بابت کچھ نرمی ملتی ہے، انھوں نے بسم اللہ پڑھنے کو واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ بتایا ہے، اس لئے اگر جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑ دی جائے تو ان کے نزدیک ذبیحہ حرام نہیں ہوگا، البتہ مکروہ ضرور ہوجائیگا۔ (شرح مسلم از نووی: کتاب الصید والذبائح)

امام شافعیؒ کے پیش نظر وہ حدیث نبوی ہے جس میں حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ انھوں نے ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھا ہے یا نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھالو۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

إن قوماً يأتوننا بلحم لا ندري أذكر اسم الله عليه أم لا، فقال ﷺ: سموا عليه أنتم وكلو (البخاری: کتاب الذبائح والصید)۔

۴۔ اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) نے اس مسئلہ پر فیصلہ کرتے ہوئے کہا: "واضح رہے کہ جمہور فقہاء کے نزدیک بسم اللہ کہنا واجب ہے اور سیدنا امام شافعیؒ کے نزدیک مسنون ہے، بہرحال تسمیہ واجب ہو یا مسنون، ہر مسلمان سے یہی امید کی جاتی ہے کہ وہ جان بوجھ کر اللہ کا نام لئے بغیر ذبح نہیں کرتا، لہٰذا ذبیحہ کسی بھی مسلمان کا ہو اس کے بارے میں ہم اس تحقیق کے مکلف نہیں ہیں کہ آیا اس پر قصداً بسم اللہ چھوڑی گئی ہے، اس لئے ہر مسلمان کے ذبیحہ کو حلال تصور کرنا چاہئے ٹی ٹی (اہم فقہی فیصلے ۸۲:)

بسم اللہ پڑھنے کا وقت ومقام:

۵ـ بسم اللہ پڑھنا عمل ذبح پر واجب ہے اور وہ اس طرح کہ ذبیحہ معلوم ومتعین ہو، نیز بسم اللہ پڑھنے اور ذبح کرنے کے درمیان طویل وقفہ نہ ہونے پائے، لہذا ہر عمل ذبح پر علاحدہ بسم اللہ پڑھنا ضروری ہوگا۔ اگر عمل ذبح متعدد ہو تو بسم اللہ بھی متعدد ہوگا، اور اگر ایک عمل ذبح سے بیک وقت کئی جانور ذبح ہو جائیں تو ایک ہی بسم اللہ کافی ہوگا۔ اسی طرح ضروری ہے کہ بسم اللہ کہتے وقت متعین جانور سامنے ہو، اگر ایک یا چند جانوروں کی نیت کر کے بسم اللہ پڑھا گیا، لیکن ان کو ہٹا کر دوسرے جانور ذبح کئے گئے تو وہ حلال نہیں ہوں گے، یا جانوروں کا ریوڑ سامنے ہو، اور ان پر بسم اللہ پڑھ دیا جائے، پھر کسی ایک جانور کو پکڑ کر ذبح کر دیا جائے تو وہ حلال نہیں ہوگا۔

ذبح میں تعاون:

۶ـ اگر جانور کو ذبح کرنے میں ایک سے زائد افراد اس طرح شریک ہوں کہ ذبح کے عمل میں شرکت پائی جا رہی ہو، مثلاً ایک کمزور شخص کے ہاتھ کے اوپر دوسرے شخص کا ہاتھ ہو یا چھری کے قبضہ پر دو آدمیوں کے ہاتھ ہوں تو دونوں اشخاص کے لیے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہوگا۔ لیکن اگر عمل ذبح میں شرکت نہ پائی جائے بلکہ جانور کا ہاتھ، پیر اور سر پکڑنے کی معاونت ہو تو ایسے مددگار شخص پر بسم اللہ پڑھنا ضروری نہیں ہوگا۔

چهارم:

ذبح سے پہلے بے ہوش کرنا

۱۔ شریعت نے ذبح کے سلسلہ میں جو بنیادی ہدایات دی ہیں وہ صرف تین باتیں ہیں: اول یہ کہ ''انہار دم'' یعنی خون کا بہانا پایا جائے، دوم یہ کہ ذبح کرنے والا شخص مسلمان یا کتابی ہو، سوم یہ کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ پس جس جانور کے حلق کی رگیں کوئی موحد شخص اللہ کے نام کے ساتھ کاٹ کر خون بہا دے وہ حلال ہو جائے گا۔ اس بنیادی حکم کے ساتھ ساتھ اسلام نے کچھ آداب بھی بتائے ہیں، ان آداب کی جس قدر زیادہ تکمیل کی جائے گی شریعت کی نظر میں وہ اسی قدر زیادہ پسندیدہ قرار پائے گا۔

ذبح کے آداب:

۲۔ ذبح کے آداب میں چند امور کی نشاندہی کی گئی ہے جن کا تعلق اس بات سے ہے کہ جانور کو کم سے کم تکلیف پہنچے اور خون پوری طرح نکل جائے، جانور کو تکلیف کم سے کم پہنچانے کے مقصد سے درج ذیل امور کا حکم دیا گیا ہے:

☆ چھری خوب تیز اور دھار دار ہو۔

☆ چھری کو جانور کے سامنے تیز نہ کیا جائے، نہ جانور کو لٹانے کے بعد تیز کیا جائے۔

☆ جانور کو گھسیٹ کر نہ لایا جائے، بلکہ آرام سے لاکر آرام سے لٹایا جائے۔

☆ ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کیا جائے۔

☆ جانور کو لٹانے کے بعد فوراً ذبح کیا جائے۔

اور خون کو پوری طرح بہا دینے کے مقصد سے درج ذیل آداب بتائے گئے:

☆ ذبح کے بعد جانور کو ٹھنڈا ہونے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔
☆ گردن کے پچھلے حصہ یعنی گدی کی طرف سے ذبح نہ کیا جائے۔

ذبح کے ان آداب کو حدیث نبوی کے ایک جامع جملہ میں اس طرح بیان کر دیا گیا ہے:

"**إذا ذبحتم فاحسنوا الذبحة**" (مسلم: کتاب الصید)
(جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو)

علامہ کاسانی نے بدائع الصنائع میں اسی ہدایت کو ایک اصول کی شکل میں یوں بیان کیا ہے:

"**إن الاصل فی الذکاۃ إنما ھو الاسھل علی الحیوان ومافیہ نوع راحۃ لہ فیہ فھو أفضل**" (بدائع الصنائع ۵: ۶۰)

(ذبح میں اصل یہ ہے کہ ایسا طریقہ اپنایا جائے جو جانور کے لئے سہولت بخش ہو اور جس میں ایک گونہ جانور کے لئے راحت ہو وہی طریقہ افضل ہوگا)

مشین سے ذبح کا محرک:

۳۔ ذبح کا یہ طریقہ ہر طرح آسان بھی ہے، اور جانور کے لیے کم سے کم تکلیف دہ بھی، اور گوشت کی پاکیزگی کا باعث بھی، یہی طریقہ قدیم سے اب تک روبہ عمل رہا ہے، لیکن موجودہ دور میں سائنسی ترقیات کے نتیجہ میں مشینوں کی ایجاد ہوئی تو جانوروں کے ذبح کے لئے بھی مشین کا استعمال شروع ہوا، دوسری طرف بڑھتی انسانی آبادی کی غذائی ضروریات پوری کرنے کے لئے بھی مشین کے استعمال کی ضرورت پیش آئی اور تیسری جانب کم محنت اور کم انسانی وسائل کے

استعمال سے خرچ میں کمی لانے کے تصور نے بھی مشین کے استعمال کی اہمیت کو دوچند کردیا، ان جیسے اسباب ومحرکات کے پیش نظر بعض ترقی یافتہ ممالک میں مشینی ذبیحہ کا استعمال شروع ہوا۔

بے ہوش کرنے کا مقصد:

۴- مشینی ذبیحہ کے عمل میں ایک دشواری یہ تھی کہ زندہ جانور کو قابو میں کس طرح کیا جائے، کیونکہ مشین کا عمل تو ایک متعین طریقہ پر یکساں انجام پاتا رہتا ہے، زندہ جانور مشین کے اس مشینی عمل اور مراحل کا پابند کیونکر ہوسکتا ہے، بالخصوص بڑے جانوروں کو کس طرح مشین کے ذریعہ ذبح کیا جائے؟

اس دشواری کا حل یہ نکالا گیا کہ جانور کو ذبح سے فوری پہلے بیہوش کردیا جائے، اس دوران ہی اس کے ذبح کا عمل مکمل کرلیا جائے، بیہوش کرنے کے لئے کئی طریقے اختیار کئے گئے، بڑے جانوروں میں کبھی ربڑ کی گولی یا اصلی گولی مار کر بے ہوش کیا گیا، کبھی اس کے سر پر کسی ہتھوڑے وغیرہ سے بھاری ضرب لگا کر بے ہوش کیا گیا، بے ہوش کرنے کا ایک دوسرا طریقہ بجلی کے شاک لگانے کا اختیار کیا گیا، یہ طریقہ چھوٹے، درمیانی اور بڑے ہر جانور میں استعمال کیا گیا، شاک لگانے میں بجلی کے والٹیج کو اس طرح ایڈجسٹ کیا گیا کہ اگر شاک لگانے کے بعد ڈیڑھ دومنٹ کے اندر جانور کو ذبح نہیں کرلیا جائے تو وہ اٹھ کھڑا ہوجائے، اس کے لئے ۷۰ سے لے کر ۱۲۰ والٹیج تک استعمال کیا گیا، تاکہ شاک کے نتیجہ میں جانور کی موت نہ واقع ہوجائے۔

بے ہوش کرنے کا حکم:

۵- سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح بجلی کا شاک لگانا یا چوٹ وغیرہ لگا کر بے ہوش کرنا

اور پھر ذبح کرنا کیسا عمل ہے، اور ایسا ذبیحہ حلال ہوگا یا نہیں؟

بجلی کے شاک لگانے کے فوائد درج ذیل بیان کئے جاتے ہیں:

☆ ذبح کے عمل میں تیزی لانے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔

☆ شاک لگا کر ذبح کرنے سے جانور کو تکلیف کم پہنچتی ہے۔

☆ بے ہوش کرنے کے بعد جانور کے خون کی گردش دماغ کی طرف بہت تیز ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے خون زیادہ سے زیادہ جلد نکل جاتا ہے۔

ان امور میں سے پہلی بات تو بالکل واضح ہے کہ زندہ جانور پوری طرح قابو میں نہیں ہوگا، اور مشین کے ذریعہ ذبح کا عمل تیزی سے انجام نہیں پائے گا، تیسری بات کے سلسلہ میں مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہے کہ شاک لگا کر ذبح کرنے سے خون کے بہنے میں کمی نہیں آتی ہے۔ لیکن دو باتیں یہاں پر قابل غور وفکر ہیں، ایک یہ کہ شاک لگا کر ذبح کرنے سے جانور کو تکلیف کم پہنچتی ہے، دوسری یہ بات کہ بے ہوش جانور ذبح ہونے کی حالت میں کہیں مر تو نہیں چکا تھا، یعنی کہیں اس بات کا اندیشہ تو نہیں کہ شاک لگانے سے جانور کی موت ہوگئی ہو۔

بے ہوشی کی حالت میں موت:

٦ – اتنی بات تو شریعت میں طے شدہ ہے کہ اگر ذبح کرتے وقت جانور زندہ نہیں تھا، بلکہ ذبح سے پہلے ہی وہ مر چکا تھا تو وہ جانور حرام ہوگا، اور ذبح کے بعد بھی حرام رہے گا۔ معمول یہ ہے کہ شاک لگانے کے بعد فوراً جانور کو ذبح کیا جاتا ہے، گویا ذبح کا عمل دوران بے ہوشی انجام دیا جاتا ہے، مشاہدین اور متعلقہ ماہرین کا دعویٰ تو یہی ہے کہ شاک اتنا ہلکا ہوتا ہے کہ اس سے موت نہیں ہوتی بلکہ جانور کو ذبح نہ کیا جائے تو وہ ہوش میں آ کر کھڑا ہوجاتا ہے۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے کہ شاک لگا کر ذبح کرنے سے جانور کو تکلیف کم پہنچتی ہے تو اس بات کو طے کرنا بہت مشکل امر ہے، کیونکہ بے زبان جانور خود تو تکلیفوں کے فرق

کو بیان نہیں کرسکتا۔ البتہ یہ ضرور قابل غور ہے کہ خود شاک لگانے کی تکلیف کس قدر ہوتی ہے، اور شاک کی تکلیف کے بعد ذبح کی تکلیف پیش آتی ہے، لیکن اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ صاحب شریعت اور خالق کائنات تو ہر ایک کی تکلیف سے واقف ہے، اس خالق نے جانور کو کم سے کم تکلیف کے ساتھ ذبح کرنے کا حکم دیا، جب یہ حکم دیا جارہا تھا تب بھی یہ ممکن تھا کہ بڑے جانوروں کے سروں پر کسی وزنی پتھر وغیرہ سے ضرب لگا کر ان کو بے ہوش کردیا جائے، پھر ذبح کیا جائے، لیکن ایسا حکم نہیں دیا گیا، اس سے بظاہر یہی مفہوم ہوتا ہے کہ بغیر بے ہوش کئے ذبح کا عمل پسندیدہ ہے۔

۷۔ اس تفصیل کی روشنی میں ذبح سے پہلے بے ہوش کرنے کا حکم یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہے، البتہ اگر کہیں یہ عمل رائج ہے اور بے ہوش کرنے کے بعد جانور کو ذبح کیا جاتا ہے تو ایسا جانور اس شرط کے ساتھ حلال قرار پائے گا کہ ذبح کرتے وقت جانور کے زندہ ہونے کا اطمینان ہو، یعنی یہ اطمینان ہو کہ بجلی کے شاک یا بے ہوشی کے دوسرے ذرائع اس طرح استعمال کئے جاتے ہیں کہ اس سے صرف بے ہوشی عمل میں آتی ہے، جانور کی موت نہیں ہوتی ہے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے اس موضوع پر اپنے سیمینار میں اسی نقطۂ نظر کو اختیار کیا ہے۔ اکیڈمی کے فیصلہ میں کہا گیا ہے، چنانچہ اس میں کہا گیا ہے: ''اگر کہیں یہ عمل رائج ہو اور جانور کو بے ہوش کر کے ہی ذبح کیا جاتا ہو اور اس کا اطمینان ہو کہ الیکٹرک شاک یا دوسرے بے ہوشی کے ذرائع کے استعمال کی وجہ سے جانور محض وقتی طور پر بے ہوش ہوا ہے، مرا نہیں ہے، اور اس کا اطمینان ہو کہ پوری احتیاط کے ساتھ الیکٹرک والٹیج اس طرح ایڈجسٹ کیا جاتا ہے کہ اس سے صرف بے ہوشی عمل میں آتی ہے، تو ایسے بے ہوش جانور کو اگر ذبح کیا جائے تو ذبیحہ حلال ہوگا،'' (اہم فقہی فیصلے: اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)۔

بے ہوشی کے بارے میں مکہ اکیڈمی کا فیصلہ:

۸۔ مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کی فقہ اکیڈمی نے بھی اس موضوع پر فیصلہ کرتے ہوئے یہی موقف اختیار کیا ہے۔ چنانچہ اس میں کہا گیا ہے: ''بجلی کے انتہائی تیز شاک لگانا ذبح سے پہلے جانور کو تکلیف پہنچانا ہے جو اسلام میں ممنوع ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر بجلی کے شاک ہلکے اور معمولی ہوں کہ جانور کو اس سے تکلیف نہ پہنچتی ہو اور اس سے مقصود یہ ہو کہ ذبح کی تکلیف جانور کو کم پہنچے اور قوت مدافعت میں کمی آجائے تو اس مصلحت کی وجہ سے اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے (رابطہ اکیڈمی کے فقہی فیصلے: ۱۹۱)۔

بے ہوشی کے بارے میں جدہ اکیڈمی کا فیصلہ:

۹۔ جدہ کی عالمی فقہ اکیڈمی نے اس موضوع پر تفصیلی فیصلہ کیا ہے، چنانچہ اس کے فیصلہ میں کہا گیا ہے کہ:

''شرعی ذبح کا اصل طریقہ یہ ہے کہ اسے بغیر بے ہوش کئے ذبح کیا جائے، اس لئے کہ اسلامی طریقہ ذبح اپنی شرائط اور آداب کے ساتھ ہی زیادہ مثالی ہے، کہ اس میں جانور پر رحم، اس کے ذبح میں احسان و بہتری اور کم سے کم تکلیف رسانی ہے نی نی۔ مزید کہا گیا ہے کہ: ''اگر جانور بے ہوشی کے بعد ذبح کئے جاتے ہیں تو ان جانوروں کا کھانا اس وقت حلال ہوگا جب فنی شرائط سے اس بات کا تیقن ہو جائے کہ ذبح سے قبل ان کی موت نہیں ہوئی ہے نی نی۔ جدہ اکیڈمی نے کہا ہے کہ: ''ماہرین کے مطابق بجلی کے دونوں تار جانور کی دونوں کنپٹی پر یا پیشانی کی جانب کے حصہ میں لگائے جائیں، بجلی کا والٹیج ۱۰۰ تا ۴۰۰ کے درمیان ہو، کرنٹ کی شدت (۰,۷۵ تا ۱,۰) امپیر (0,75-1,0 ampere) کے درمیان بکرے کے لئے ہو، اور گائے کے لئے (۲ تا ۲,۵) امپیر (2-2,5 ampere) کے درمیان ہو اور بجلی کے شاک لگانے کا عمل ۳ سے ۶ سکنڈ کے درمیان مکمل ہو جائے نی نی۔ فیصلہ میں مزید کہا گیا ہے کہ ''نوکدار سوئی والے پسٹل یا ہتھوڑی مار کر یا انگریزی طریقہ پر پھونکنے کے ذریعہ بے ہوش کرنا جائز نہیں ہے، نہ ہی

بجلی کے شاک لگا کر مرغیوں کو بے ہوش کرنا جائز ہے، کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اس کے نتیجہ میں ایک بڑی تعداد ذبح سے پہلے مرجاتی ہے، البتہ ایسے مذبوحہ جانور کو کھانا حلال ہوگا جس کو ہوا کے ساتھ یا آکسیجن کے ساتھ مسکڈ کاربن ڈائی آکسائیڈ کے ذریعہ یا گول سر والے پستول کے استعمال سے اس طرح بے ہوش کیا گیا ہو کہ جس کے نتیجہ میں ذبح سے قبل موت نہ واقع ہوتی ہونی ہی۔ (قرارات مجمع الفقہ الاسلامی صفحہ ۲۲۳:)

پنجم:

مشینی ذبیحہ

۱– مشینی ذبیحہ دور جدید کی نئی پیدا شدہ شکل ہے، مشینوں کے فرق سے مشینی ذبیحہ کی مختلف شکلیں ہوسکتی ہیں، اسی طرح جانوروں کے فرق سے بھی مشین کے استعمال کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں، چونکہ مشینی ذبیحہ دور حاضر کی ایجاد ہے، اس لئے قرآن وحدیث کے نصوص اور سلف کے اجتہادات میں صراحت کے ساتھ اس کا حکم نہیں مل سکتا ہے، اس موضوع پر دو پہلو غور کے قابل ہیں، اول یہ کہ مشینی ذبیحہ کی صورت کیا ہوتی ہے؟ یعنی مختلف جانوروں کے ذبح میں مشین کا استعمال کس کس طرح ہوتا ہے؟ دوسرے یہ کہ ذبح کے سلسلہ میں شریعت کی جو روح اور اس کے اصول ہیں مشینی ذبیحہ میں وہ کہاں تک پورے ہوتے ہیں؟

مشینی ذبیحہ–تعارف مسئلہ:

۲– پہلے یہ دیکھا جائے کہ مشینی ذبح کس طرح انجام پاتا ہے؟ اس وقت تک مشینی ذبح کا استعمال زیادہ عام نہیں ہوا ہے، ترقی یافتہ ممالک میں اس کا رواج ہو چلا ہے، ترقی پذیر ممالک میں ابھی صرف بعض بڑے شہروں میں اس کا آغاز ہوا ہے۔

مشینی ذبح میں بنیادی طور پر دو طریقے استعمال ہوتے ہیں، پہلا طریقہ یہ ہے کہ عموماً بڑے جانوروں جیسے گائے، بھینس، بکری، دنبہ وغیرہ کو بے ہوش کرنے کے بعد مشین سے جڑی

زنجیر سے لٹکا دیا جاتا ہے، اور ایک آدمی چھری سے اس کا حلق کاٹ دیتا ہے، کبھی لٹکانے سے قبل زمین ہی پر بے ہوش کر کے ہاتھ سے ذبح کر دیا جاتا ہے، پھر زنجیر سے لٹکا دیا جاتا ہے، زنجیر مشین سے چلتی ہے، اگلے مرحلہ میں مشین کے ذریعہ کھال اتارنے، آلائش صاف کرنے اور گوشت کٹنے کا عمل انجام پاتا ہے، کبھی مرغیوں کو بھی زنجیر سے لٹکا کر ہاتھ سے ذبح کر دیا جاتا ہے، پھر بقیہ کام مشین سے ہوتے ہیں۔ یہ پہلا طریقہ ہے جس میں ذبح کا عمل تو انسانی ہاتھ سے ہوتا ہے، بقیہ کام مشین انجام دیتی ہے۔

۳ـ مشینی ذبح کا دوسرا طریقہ چھوٹے جانوروں جیسے مرغیوں، مرغابیوں وغیرہ میں اختیار کیا جاتا ہے، اس میں ایک لمبی چین مشین سے جڑی ہوتی ہے، اس چین میں ہزاروں آنکڑوں کے اندر مرغیاں لٹکا دی جاتی ہیں، چین چلتی ہے، پہلے بجلی کے شاک لگا کر ہر مرغی کو بے ہوش کر دیا جاتا ہے، پھر بیہوش مرغی چین پر آگے بڑھتی ہے اور مشینی چھری کے سامنے آتے ہی مشینی چھری اسے ذبح کر دیتی ہے، آگے پھر اس کی کھال اترتی ہے، اور آلائش وغیرہ نکال کر ٹکڑے کئے جاتے ہیں، یہ سارا عمل مشین کے ذریعہ انجام پاتا ہے، گویا اس دوسرے طریقہ میں ذبح کا عمل بھی مشین سے انجام پاتا ہے اور اس کے بعد کے مراحل بھی مشین سے پورے ہوتے ہیں۔

۴ـ مشینی ذبح کے ان دونوں طریقوں میں مشین بجلی کی قوت سے چلتی ہے، مشین کا سوئچ دباتے ہی مشین چل پڑتی ہے، اور جب تک بجلی بند نہ کی جائے مشین چلتی رہتی ہے، اسی طرح ایک بار مشین کو چلا دینے سے چھوٹے جانوروں میں ہزاروں جانوروں کا ذبح یکے بعد دیگرے انجام پاتا چلا جاتا ہے، اور بڑے جانوروں میں ان کی صفائی اور کاٹنے کا عمل متعدد جانوروں میں انجام پا جاتا ہے۔

مشینی ذبیحہ کا حکم:

۵ـ مشینی ذبیحہ کے اس تعارف کے بعد اب یہ دیکھا جائے کہ اس عمل میں ذبح کے شرعی

اصول کہاں تک مکمل ہوتے ہیں، تا کہ مشینی ذبیحہ کا حکم شرعی واضح ہو سکے۔

پچھلی سطور میں تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکا ہے کہ شریعت میں کسی ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے تین امور ضروری ہیں، مطلوبہ رگیں کاٹ کر خون بہا دیا جائے، مسلمان یا کتابی ذبح کا عمل انجام دے، اور ذبح پر اللہ کا نام لیا جائے، البتہ امام شافعیؒ کی یہ رائے پیچھے گذر چکی ہے کہ اگر کوئی شخص بسم اللہ نہ کہے لیکن اس سے استخفاف مقصود نہ ہو تو اس کا ذبیحہ کراہت کے ساتھ حلال ہوگا۔

مشینی عمل کا پہلا طریقہ جس میں بڑے جانوروں کو بے ہوش کرنے کے بعد مشین کی زنجیر سے لٹکا دیا جاتا ہے یا چھوٹے جانوروں کو لٹکا دیا جاتا ہے اور کوئی انسان اپنے ہاتھوں سے اسے ذبح کرتا ہے، یا لٹکانے سے قبل ہی ہاتھ سے ذبح کر دیا جاتا ہے، اس میں ذبح کا عمل مشین سے نہیں ہو رہا ہے، بلکہ انسانی ہاتھ کر رہا ہے، اس لئے اس طریقہ ذبح کا حکم تو بالکل واضح ہے، ذبح کی دیگر شرائط پائی جائیں تو ایسا ذبیحہ حلال قرار پائے گا، اس میں مشین کا دخل اور استعمال دیگر مراحل کے لئے ہو رہا ہے، ذبح کے عمل میں مشین کا استعمال سرے سے ہے ہی نہیں، اور کھال کو اتارنے، آلائش کو صاف کرنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں مشین کے استعمال سے کوئی قباحت نہیں پیدا ہوتی ہے۔

۶ — مشینی ذبح کا دوسرا طریقہ البتہ قابل غور ہے، کیونکہ اسی طریقہ میں ذبح کا عمل کسی انسانی ہاتھ کے بجائے مشین سے انجام پاتا ہے، جانور مشینی چھری کے سامنے لٹکا ہوا ہوتا ہے، چھری مشین کی قوت سے حرکت کر رہی ہوتی ہے، انسان نہ تو جانور کو چھری سے لگاتا ہے، اور نہ وہ چھری جانور کے حلق پر پھیرتا ہے، بلکہ یہ دونوں عمل مشین سے ہوتے ہیں، البتہ اتنا ضرور ہے کہ مشین کو چلانے والا شخص انسان ہوتا ہے جو مشین کا بٹن دباتا ہے اور اس کے دبانے سے مشین چل پڑتی ہے۔

اصل یہ ہے کہ ذبح کرنے میں ارادہ کا دخل ہوتا ہے، انسان اپنے ارادہ سے جانور کی گردن پر چھری پھیرتا ہے، اوراس سے پہلے بسم اللہ پڑھتا ہے، مشینی ذبح کی اس صورت پر غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے اس میں انسان اپنے ارادہ سے مشین کا بٹن دباتا ہے، اوراس کے بٹن دبانے کی وجہ سے مشین حرکت میں آتی ہے، مشینی ذبح کے عمل میں بٹن دبانے والے شخص کی حیثیت بڑی حدتک ذابح (ذبح کرنے والے) کی بنتی ہے، اس حیثیت کوموجودہ دور کے بیشتر علماء اوراکابر نے تسلیم کیا ہے، اس حیثیت کوتسلیم کرلینے کے بعد بٹن دبانے والے شخص پر وہی ذمہ داری عائد ہوگی جو ذبح کرنے والے شخص پر عائد ہوتی ہے، یعنی یہ کہ بٹن دبانے والے شخص نے بٹن دبا کرخود اپنے ہاتھوں سے مشینی چھری کوحرکت دی ہواوراس کے نتیجہ میں ذبح کا عمل انجام دیا گیا ہو۔

پس اس طرح اگرکسی مسلمان یا کتابی شخص نے بسم اللہ پڑھ کرمشین کا بٹن دبایا، اور مشینی چھری سے جانور ذبح ہواتو شرعاً وہ ذبیحہ حلال ہوگا، کیونکہ اس میں حلال ہونے کی شرطیں پائی گئیں۔

۷۔ مشینی ذبح میں ذابح کی تعیین ہوجانے کے بعد ایک دوسری مشکل یہ ہے کہ ہرمتعین جانورکو ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، بسم اللہ پڑھتے وقت اگر جانور متعین نہیں ہے، مثلاً کسی ریوڑ کو دیکھ کر بسم اللہ پڑھ لیا پھر ایک جانور کو پکڑ کر ذبح کرلیا تو یہ ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔

مشینی ذبیحہ کی اس دوسری شکل میں مشین کے ذریعہ چین یا پٹہ گھومتا رہتا ہے، اوراس چین سے سینکڑوں ہزاروں جانور لٹکے ہوتے ہیں، ایک بار مشین چلتی ہے، اور یکے بعد دیگرے ایک ایک جانور مشینی چھری کے سامنے سے گذرتے ہیں اوران کی گردنیں کٹتی چلی جاتی ہیں، اس طرح جب تک مشین چلتی رہتی ہے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں جانوروں کا ذبح انجام پاتا

ہے، ایسی صورت میں مشین کے بٹن کو دبانے والا شخص بسم اللہ پڑھ کر مشین کا بٹن دبا دیتا ہے تو بسم اللہ تو ایک بار پایا گیا، لیکن ذبح ہونے والے جانور بے شمار ہیں جو اس وقت سے شروع ہو کر مشین چلتے رہنے تک ذبح ہوتے رہتے ہیں، تو کیا مشین کا ایک بار شروع ہو کر بند ہونے تک چلتے رہنا ایک عمل ہے یا متعدد عمل ہے، اگر عمل ایک ہے تو بٹن دباتے وقت ایک بار بسم اللہ کہنا کافی ہوگا، لیکن اگر عمل متعدد ہے تو ہر عمل پر بسم اللہ کہنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

ذبح کی جدید صورت اور اس کا حکم:

۸ـ مسئلہ کی یہ صورت بالکل نئی ہے، جس کا واضح حکم نصوص قرآن وحدیث میں نہیں ملتا ہے، علماء نے اس صورت پر غور کیا، لیکن اس کے حکم پر ان کا باہم اتفاق نہیں ہو سکا، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے دو سیمیناروں میں بہت مفصل طریقہ پر اس موضوع پر بحث ومباحثہ ہوا، اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ شرکاء سیمینار کی اکثریت کی رائے میں مشین مسلسل چلتی رہتی ہے اور بسم اللہ پڑھ کر شروع میں مشین کا بٹن دبایا جاتا ہے تو اس صورت میں سب سے پہلے ذبح ہونے والے جانور پر بسم اللہ پایا گیا، اس کے بعد ذبح ہونے والے جانوروں پر بسم اللہ نہیں پایا گیا، اس لئے صرف پہلا جانور حلال ہوگا، ان علماء کی رائے ہے کہ اگر مشین کی کوئی ایسی شکل ہو کہ اس میں ایک ساتھ بڑی تعداد میں چھریاں لگی ہوں اور ایک بار بسم اللہ پڑھ کر بٹن دبانے سے تمام چھریاں بیک وقت چل کر اپنے سامنے کے جانوروں کو ذبح کر دیتی ہوں تو اس صورت میں یہ تمام جانور حلال ہوں گے، اور یہی طریقہ پھر دوبارہ اور سہ بارہ اپنایا جاتا رہے تو اس طرح تمام جانوروں پر بسم اللہ پڑھنا پایا جائے گا، اور وہ سب حلال ہوں گے۔

جواز کی رائے:

۹۔ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے سیمینار میں مؤقر اہل علم کی ایک معتدبہ تعداد نے یہ رائے اختیار کی کہ ایک بار بسم اللہ پڑھ کر مشین کا بٹن دبانے سے جتنے جانور مشین بند ہونے سے پہلے ذبح ہوجائیں وہ سب حلال ہوں گے، اس رائے کے اختیار کرنے والوں میں اکیڈمی کے بانی مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ سابق صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، مولانا جلال الدین انصر عمری نائب امیر جماعت اسلامی ہند، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی اور مولانا رئیس الاحرار ندوی جامعہ سلفیہ بنارس خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

ان علماء کی رائے میں مشین کا مسلسل چلتے رہنا ایک عمل ہے، اور جب مشین بند ہوجائے، پھر دوبارہ بٹن دبا کر چلائی جائے تو وہ دوسرا عمل ہے، اس لیے ان علماء کے نزدیک ایک بار بسم اللہ پڑھکر بٹن دبایا جائے تو یکے بعد دیگرے جتنے جانور ذبح ہوں گے وہ سب حلال ہوں گے، پھر جب مشین بند کردی جائے تو دوبارہ چلاتے وقت بسم اللہ پڑھ کر بٹن دبایا جائے، اس طرح ایک بار بسم اللہ کہنے کے بعد مسلسل چلتے رہنے والی مشین سے جس قدر تعداد میں بھی جانور ذبح ہوں وہ سب حلال ہوں گے۔

جدہ اکیڈمی کا فیصلہ:

۱۰۔ عالم اسلام کی بین الاقوامی جدہ فقہ اکیڈمی نے بھی اپنے دسویں سیمینار میں یہی رائے اختیار کی ہے، چنانچہ فیصلہ میں کہا گیا ہے کہ : ''مرغیوں وغیرہ کے ذبح میں اصل تو یہ ہے کہ ذبح کرنے والا شخص اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، لیکن مرغیوں کا ذبح اگر میکانیکل آلات (مشین) کے ذریعہ انجام دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ ذبح شرعی کی شرائط پوری ہورہی ہوں، اور جانوروں کا ہر مجموعہ جس کا ذبح مسلسل انجام پا تارہے اس پر ایک تسمیہ کافی ہوگا، اگر (مجموعہ کا سلسلہ) منقطع ہوجائے تو تسمیہ دوہرایا جائے گا (قرارات مجمع الفقہ الاسلامی صفحہ: ۲۲۴)

گرم پانی میں ڈالنا:

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے ساتویں سمینار منعقدہ بھروچ گجرات مؤرخہ ۳۰/دسمبر ۱۹۹۴ء تا ۲/جنوری ۱۹۹۵ء نیز نویں سمینار منعقدہ جے پور مؤرخہ ۱۴-۱۱/اکتوبر ۱۹۹۶ء میں مشینی ذبیحہ پر طے پائے فیصلے۔

مشینی ذبیحہ

۱۔ ذبح لغت میں چیرنے اور پھاڑنے کو اور شرع میں قابو یافتہ جانور کے غذا و سانس کی نالیاں اور دونوں شہ رگ یا ان میں سے اکثر کے کاٹنے اور غیر قابو یافتہ جانور کے بدن کے کسی بھی حصہ کو زخمی کرنے کو کہتے ہیں۔

۲۔ ذبح کی دو قسمیں ہیں: ذبح اختیاری اور ذبح غیر اختیاری۔

ذبح اختیاری میں جانوروں کی چاروں رگیں (حلقوم، مرئی، ودجین) یا ان میں سے اکثر کاٹ دی جاتی ہیں، اور یہ ان جانوروں میں ہوتا ہے جو عمل ذبح کو انجام دیتے وقت ذابح کے قابو میں ہوں، پالتو جانوروں میں عام طور پر ذبح اختیاری ہوتا ہے، سوائے اس کے کہ جانور قابو سے باہر ہو جائے۔

ذبح غیر اختیاری جانور کے بدن کے کسی بھی حصہ کو زخمی کر کے خون بہا دینے کو کہتے ہیں، ذبح غیر اختیاری ان جانوروں میں ہوتا ہے جو عمل ذبح کو انجام دیتے وقت ذابح کے قابو میں نہ ہوں، غیر پالتو (شکاری) جانوروں میں ذبح غیر اختیاری ہوتا ہے، الا یہ کہ ایسے کسی جانور کو پال لیا جائے یا وہ کسی اور طریقہ سے زندہ حالت میں قابو میں آ جائے۔

۳۔ ذبح اختیاری اور غیر اختیاری کے مشترکہ شرائط درج ذیل ہیں:

۱۔ ذابح کا مسلمان یا کتابی ہونا۔

۲۔ ذابح کا عاقل ہونا۔

۳۔ بوقت ذبح اللہ کا نام لینا۔

۴۔ اللہ کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام شامل نہ کرنا۔

۵۔ بوقت ذبح جانور کا زندہ رہنا۔

۶۔ جانور کی موت ذبح کی وجہ سے ہونا۔

۷۔ آلہ کا تیز دھار دار کاٹنے والا ہونا۔

ذبح اختیاری کے مخصوص شرائط:

۱۔ متعین مذبوح پر تسمیہ پایا جانا۔

۲۔ متعین رگوں کا کاٹنا۔

۳۔ تسمیہ اور عمل ذبح میں زیادہ فاصلہ نہ ہونا۔

ذبح غیر اختیاری کے مخصوص شرائط:

۱۔ شکاری حالت احرام میں نہ ہو۔

۲۔ جانور حرم کا شکار نہ ہو۔

۳۔ شکار کرنے والا جانور یا پرندہ تربیت یافتہ ہو۔

۴۔ شکار اگر شکاری جانور کے ذریعہ ہو تو اس کو شکار کے لئے چھوڑتے وقت اور اگر تیر و نیزہ وغیرہ سے کیا جائے تو اس کو پھینکتے وقت تسمیہ کہا گیا ہو۔

۴۔ ذبح اختیاری اور غیر اختیاری دونوں کے مواقع علیحدہ علیحدہ ہیں، جب ذبح اختیاری ناممکن ہو اسی وقت ذبح غیر اختیاری کی اجازت ہوتی ہے، لہذا اختیاری کی جگہ غیر اختیاری کی گنجائش بالاتفاق نہیں ہے۔

۲

۱۔ ذبح کرنے والے کے لئے شریعت میں جس اہلیت کا اعتبار کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ذبح کرنے والا عاقل ہو، بالغ ہو یا اگر نابالغ ہو تو باشعور ہو، اور مسلمان ہو یا کتابی ہو۔

۲۔ کتابی سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہو جس کی تصدیق قرآن نے کی ہو، آج کے دور میں یہود و نصاریٰ کتابی ہیں۔

۳۔ آج کے زمانہ میں جو لوگ اپنے کو عیسائی یا یہودی کہتے ہیں انہیں کتابی تصور کیا جائے گا اور ان کا ذبیحہ حلال ہوگا، الا یہ کہ ان کا ملحد، منکر خدا ہونا یقینی طور پر معلوم ہو جائے۔

۴۔ قادیانی کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا، چاہے وہ اپنے کو احمدی کہے یا لاہوری۔

۵۔ واضح رہے کہ ذبح کی شرعی حقیقت کا پایا جانا ضروری ہے، چاہے ذابح مسلم ہو یا کتابی، اس لئے وہ تمام صورتیں جن میں براہ راست یا کسی مشین کے ذریعہ کسی جانور کو اس طرح ہلاک کیا جائے کہ اسے شرعاً ذبح نہیں قرار دیا جاسکتا تو وہ ہلاک شدہ جانور ذبیحہ نہیں کہا جائے گا اور حلال نہیں ہوگا، مثلاً گولی مار کر ہلاک کر دینا یا بجلی کی لہروں کے ذریعہ ذبح کی جگہ کو جلا دینا یا جسم کے کسی اور حصہ کو زخمی کر کے خون نکال دینا یا اس جیسی دوسری صورتیں۔

۳

۱۔ ازروئے شرع اسلام ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جانا چاہئے اور غیر اللہ کے نام پر اگر کوئی جانور ذبح کیا جائے تو وہ حلال نہیں رہتا۔

اگر کوئی جانور ذبح کیا جائے اور اس پر بسم اللہ نہیں کہی گئی تو ایسا یا تو بھول کر ہوا ہوگا یا قصداً بسم اللہ ترک کی گئی ہوگی، اگر بسم اللہ بھول کر چھوڑی گئی تو وہ ذبیحہ حلال ہوگا، اور اگر بسم اللہ قصداً چھوڑی گئی تو جمہور فقہاء کے مسلک کے پیش نظر وہ ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔

حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک اگر بطور استخفاف بسم اللہ نہیں پڑھی جائے تو ذبیحہ

حلال نہیں ہوتا، لیکن اگر مقصود استخفاف نہ ہومگر جان بوجھ کر کوئی شخص بسم اللہ نہ کہے تو چونکہ بسم اللہ کہنا ان کے نزدیک سنت ہے، ایسا ذبیحہ حلال ہوگا۔

واضح رہے کہ جمہور فقہاء کے نزدیک بسم اللہ کہنا واجب ہے، اور سیدنا امام شافعی کے نزدیک مسنون ہے، بہر حال تسمیہ واجب ہو یا مسنون ہر مسلمان سے یہی امید کی جاتی ہے کہ وہ جان بوجھ کر بغیر اللہ کا نام لئے ذبح نہیں کرتا، لہذا ذبیحہ کسی بھی مسلمان کا ہو اس کے بارے میں ہم اس تحقیق کے مکلف نہیں ہیں کہ آیا اس پر قصداً بسم اللہ چھوڑی گئی ہے، اس لئے ہر مسلمان کے ذبیحہ کو حلال تصور کرنا چاہئے۔

۲ــ واضح رہے کہ بسم اللہ کہنا عمل ذبح پر واجب ہے، اس لئے اگر عمل ذبح متعدد ہوگا تو بسم اللہ بھی متعدد ہوگا اور اگر عمل ذبح ایک ہوگا تو بسم اللہ بھی ایک بار کہنا کافی ہوگا۔

مثلاً ایک جانور کو بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا گیا لیکن عمل ذبح مکمل ہونے سے پہلے وہ بھاگ کھڑا ہوا، اب اگر دوبارہ اسے ذبح کیا جائے گا تو دوبارہ بسم اللہ کہنی ہوگی۔

اور اگر ایک ہی بار چھری چلائی جائے اور اس ایک عمل ذبح سے بیک وقت کئی جانور ذبح ہوجائیں تو ایک بار کہی ہوئی بسم اللہ کافی ہوگی۔

واضح رہے کہ ذبح اختیاری میں ہر بار ذبح اور بسم اللہ کہتے وقت ذبیحہ کا معلوم ومتعین ہونا ضروری ہے، اس لئے ایک یا زائد جن جانوروں کی نیت کر کے بسم اللہ کہی گئی ہے، ان کی جگہ دوسرے جانور ذبح ہوں گے تو وہ حلال نہیں ہوں گے۔

۳ــ بعض اوقات جانور ذبح کرتے ہوئے ایک سے زائد افراد ذبح کے عمل میں شریک ہوتے ہیں، مثلاً چھری کے قبضہ پر دو آدمیوں کا ہاتھ ہو یا ایک کمزور شخص کے ہاتھ کے اوپر دوسرے شخص کا ہاتھ ہو تو ایسی صورت میں دونوں ہی افراد کو بسم اللہ کہنی ہوگی، جانور کا ہاتھ پیر و سر پکڑنا ذبح کرنے میں شرکت نہیں ہوگی۔

۴

۱– آج یہ طریقہ رواج پا رہا ہے کہ جانوروں کو ذبح کرنے سے پہلے بجلی یا کسی اور ذریعہ سے بے ہوش کیا جاتا ہے اور اسے جانوروں کے لئے الم اور تکلیف کم کرنے کا ذریعہ تصور کیا جاتا ہے، سمینار کو اس نقطہ نظر سے اتفاق نہیں ہے، اور بہتر طریقہ یہی ہے کہ بغیر بے ہوش کئے عمل ذبح پورا کیا جائے۔

لیکن اگر کہیں یہ عمل رائج ہو اور جانور کو بے ہوش کر کے ہی ذبح کیا جاتا ہو اور اس کا اطمینان ہو کہ الیکٹرک شاک یا دوسرے بے ہوشی کے ذرائع کے استعمال کی وجہ سے جانور محض وقتی طور پر بے ہوش ہوا ہے، مرا نہیں ہے، اور اس کا اطمینان ہو کہ پوری احتیاط کے ساتھ الیکٹرک والٹیج اس طرح ایڈجسٹ کیا جاتا ہے کہ اس سے صرف بے ہوشی عمل میں آتی ہے، تو ایسے بے ہوش جانور کو اگر ذبح کیا جائے تو ذبیحہ حلال ہوگا۔

مشینی ذبیحہ

مشینی ذبیحہ کے مسئلہ پر اسلامک فقہ اکیڈمی کے ساتویں سمینار منعقدہ بھروچ میں بحث کی گئی تھی، اور اس کی بعض صورتوں کے جواز اور بعض صورتوں کے ناجائز ہونے پر اتفاق ہو گیا تھا، ایک صورت کی بابت علماء ومفتیان کرام کی رائیں مختلف تھیں، اور سمینار کا احساس تھا کہ اس مسئلہ پر دوبارہ غور کیا جائے، اور مجوزین و مانعین کے دلائل کا خلاصہ دوبارہ مندوبین کی خدمت میں بھیجا جائے تاکہ وہ پھر غور کر کے مسئلہ پر رائے دے سکیں، چنانچہ اکیڈمی نے دوبارہ اسی سلسلہ میں مفصل سوالنامہ بھیجا، اور اس پر جو جوابات آئے، ان کی روشنی میں درج ذیل امور طے پائے:

۱– اگر جانور بجلی کے ذریعہ چلنے والی زنجیر یا پٹہ سے لٹک کر بے ہوشی کے مرحلہ سے

گزرنے کے بعد ذابح کے سامنے پہنچتا ہے، اور ذابح بسم اللہ کہہ کر اس کو اپنے ہاتھ سے ذبح کردیتا ہے، اور جانور کے ذبح کے وقت اس کے زندہ ہونے کا یقین ہے، یہ صورت بالاتفاق جائز ہے، اس لئے کہ اس میں صرف جانور کا نقل وحمل مشین کے ذریعہ ہو رہا ہے، باقی فعل ذبح ہاتھ سے انجام دیا جاتا ہے۔ اکیڈمی مسلمان ارباب مسالخ سے خواہش کرتی ہے کہ وہ اسی طریقہ کو رواج دیں، اور اگر ضرورت محسوس ہو تو ذبح کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے کئی ذابح کا تقرر کیا جائے۔

۲– مشینی ذبیحہ کی ایسی صورت جس میں جانور کے نقل وحمل اور ذبح دونوں کام مشین سے انجام پائیں، اس طرح کہ بٹن دبانے کے ساتھ مشین حرکت میں آجائے اور اس مشین پر باری باری جانور آتا جائے، اس صورت کی بابت تین رائیں ہیں:

الف– پہلا جانور حلال ہوگا، اس کے بعد جو جانور ذبح ہوتے جائیں وہ جائز نہیں ہیں، یہ اکثر شرکاء سمینار کی رائے ہے۔

ب– پہلا جانور بھی حلال نہ ہوگا، یہ بعض حضرات کی رائے ہے، جو درج ذیل ہیں:

مفتی شبیر احمد قاسمی، مراد آباد　　مولانا مجیب الغفار اسعد اعظمی، بنارس

مولانا بدر احمد مجیبی، پٹنہ　مولانا ابوالحسن علی، گجرات

ج– پہلا جانور بھی حلال ہوگا، اور بعد میں جو جانور اس فعل ذبح کے منقطع ہونے سے پہلے پہلے ذبح ہو جائیں وہ بھی حلال ہیں، یہ رائے درج ذیل حضرات کی ہے:

مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مفتی نسیم احمد قاسمی، مولانا یعقوب اسماعیل منشی، مولانا جلال الدین انصر عمری، مولانا اعجاز احمد قاسمی، مولانا رئیس الاحرار ندوی، مولانا سلطان احمد اصلاحی، مولانا صباح الدین ملک فلاحی اور مولانا صدر الحسن ندوی۔

۳– جن حضرات کے نزدیک مشین کے ذریعہ ذبح کی صورت میں پہلا جانور حلال

ہوجاتا ہے، ان کے نزدیک اگر ایسی مشین ایجاد ہوجائے ،جس سے بڑی تعداد میں چھریاں متعلق ہوں، اور بٹن دباتے ہی بیک وقت چل کر ایک ایک جانور کو ایک ساتھ ذبح کردیتی ہوں تو یہ تمام جانور حلال ہوجاتے ہیں۔

۴– واضح رہے کہ مشینی ذبح کے بارے میں یہ احکام مشین کی مخصوص ہیئت اور وضع کو سامنے رکھ کر طے کئے گئے ہیں، ہر طرح اور ہر وضع کی مشین پر اس کا اطلاق نہیں ہوگا، بلکہ مشین کی مخصوص ہیئت اور طریقہ کار کی روشنی میں اس کا حکم مقرر کیا جاسکتا ہے۔

کتابیات

قرآن

المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، محمدفؤ ادعبدالباقی، دارالحدیث قاہرہ طبع اول ۱۹۹۶ء

حدیث

بخاری شریف، محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ)، دارسحنون استنبول ۱۹۹۲ء

مسلم شریف مع شرح امام نووی، ابو الحسین مسلم بن حجاج (۲۶۱ھ)، دار ابی حیان طبع اول ۱۹۹۵ء

ابوداؤد شریف، ابوداؤد سلیمان بن اشعث (۲۷۵ھ)، دارسحنون استنبول ۱۹۹۲ء

سنن بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ)، دارالکتب العلمیہ بیروت طبع اول ۲۰۰۰ء

سنن دارقطنی، علی بن عمر دارقطنی (۳۸۵ھ)، عالم الکتب بیروت ۱۹۸۶ء

سنن ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (۲۷۳ھ)، مصطفی اعظمی ۱۹۸۴ء

فقہ اسلامی

ردالمحتار علی الدر المختار، محمد امین بن عابدین (۱۲۵۲ھ)، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۴ء

فتح القدیر، کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن الہمام (۶۸۱ھ)، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۵ء

ہدایہ، برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی (۵۹۳ھ)، ادارۃ القرآن پاکستان ۱۴۱۷ھ

بدائع الصنائع، علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی (۵۸۷ھ)، مصطفی احمد الباز ۱۹۹۶ء

المجموع شرح المہذب، ابوزکریا محی الدین یحیی بن شرف نووی (۶۷۶ھ)، مصطفی احمد الباز ۱۹۹۶ء

المغنی، ابومحمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ (۶۲۰ھ)، دارالفکر بیروت ۱۹۹۲ء

الموسوعۃ الفقہیۃ، وزارۃ الأوقاف کویت، طبع دوم ۱۹۸۸ء

قرارات مجمع الفقہ الاسلامی، الدولی جدہ
اہم فقہی فیصلے، اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) ۲۰۰۳ء
مکہ اکیڈمی کے فقہی فیصلے، شائع کردہ اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) ۲۰۰۱ء